رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح ۔ الفضل کا کاغذ ۔ صفحہ ۱

معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ ۔ اخبار احمدیہ ۔ صفحہ ۳

معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ ۔ صفحہ ۳

دنیا اسلامی مسائل کے آگے سر تسلیم خم کررہی ہے ۔ صفحہ ۹

اشتہارات ۔ صفحہ ۱۱

ممالک غیر اور ہندوستانی خبریں ۔ صفحہ ۱۲

ایڈیٹر:- غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

جلد ۷ | مورخہ ۷ جون سنہ ۱۹۲۰ء | قادیان | مطابق ۱۹ رمضان سنہ ۱۳۳۸ | نمبر ۹۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت کسی قدر ناساز ہونے کی وجہ سے خطبہ جمعہ جناب قاضی امیر حسین صاحب نے پڑھا۔

معاہدہ ٹرکی کے متعلق کانفرنس میں الہ آباد جو اصحاب گئے تھے (۷۔ جون) واپس آگئے۔ جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب کو بھی بروقت اطلاع مل گئی تھی۔ اور وہ روانہ الہ آباد ہوگئے تھے۔

بروز جمعہ جناب میر حامد شاہ صاحب کا تابوت سیالکوٹ سے لایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے بعد جمعہ جنازہ پڑھایا۔ اور مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔

امسال حسب ذیل اصحاب یونیورسٹی کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ غلام احمد صاحب ظہور حسین صاحب۔ شہزادہ ملک محمد خان صاحب برکتی مصنف (؟) اسحق صاحب اہل اللہ کریم مدرسہ احمدیہ کے تعلیم یافتہ طلباء ہیں۔ اسی سال ماسٹر محمد طفیل صاحب او...

الفضل کا کاغذ

الفضل کا یہ نمبر جس کاغذ پر چھپا ہے۔ پہلے زرد اور گلابی کاغذ کے مقابلہ میں ناظرین کو غالباً پسند نہ ہو۔ مگر جن حالات میں یہ کاغذ مہیا کیا گیا ہے۔ اگر اس کا علم آپ کو ہو۔ تو یہی غنیمت سمجھیں۔

میں ایک مہینہ سے کاغذ کے لئے خط و کتابت کررہا تھا۔ معلوم ہوا۔ کہ زرد اور گلابی کاغذ ختم ہے۔ یہ کاغذ موجود تھا۔ مگر ہڑتال کی وجہ سے ریلوے پارسل بند ہیں اس لئے قادیان میں کاغذ لانے کی کوئی سبیل نہ تھی۔ آخر ایک خاص آدمی ریزرو کے ساتھ بھیجا گیا۔ اور وہ کاغذ لایا اور الحمدللہ کہ وقت پر لایا۔

آپ اخراجات اخبار کا تخمینہ ملاحظہ فرمائیں۔ مہینے میں ۳۵ رم کاغذ خرچ ہوتا ہے۔ جو کاغذ الفضل پر لگایا جاتا رہا ہے۔ وہ یہاں ۱۳ رم پڑتا تھا۔ گویا ایک مہینے میں

کاغذ کا خرچ	۲۲۷-۸-۰
لکھوائی ایک مہینہ کی (جو بہ نسبت لاہور اور امرتسر کے موجودہ ریٹ سے کم ہے)	۶۰-۰-۰
چھپوائی (جو لاہور امرتسر کے مقابلہ میں کم ہے)	۱۰۰-۰-۰
ٹکٹ	۱۶۰-۸-۰
خرچ روانگی و تیاری اخبار	۱۸-۰-۰
کل میزان	۵۶۶-۰-۰

۵۶۶ روپیہ ماہوار خرچ صرف اخبار کی چھپوائی اور روانگی کا ہے۔ ایک سال کا خرچ ۶۷۹۲ روپیہ ہوا۔ اخبار کے جو خریدار ہیں۔ ان سے سات ہزار سے زائد وصول نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ تعداد ہی اتنی ہے۔ اب فرمائیے بقیہ اخراجات کیونکر پورے ہوں۔ ایڈیٹوریل سٹاف

کی تنخواہ۔ منیجنگ شاف کی تنخواہ - الگ۔ متفرق اخراجات جو لازمی اور لابدی ہیں۔ جس جز درسی اور کفایت سے میں . . . . کرتا ہوں۔ میں ہمیشہ چاہتا ہوں کوئی صاحب مجھے بتاویں۔ کہ اس سے کم خرچ میں فلاں کام ہو سکتا ہے۔ موجودہ خریداروں کی تعداد تو اس خرچ کے لئے کافی نہیں۔ پس احباب اس کے متعلق فکر کریں جب اور ضروریات زندگی کی قیمت بڑھ گئی ہے تو آپ کی روحانی غذا الفضل کیونکر چھ روپے سالانہ پر ہی مل سکتا ہے۔ بحالیکہ اس کے تمام اخراجات بھی بڑھ گئے ہیں۔ اس کے لئے یہی ہو سکتا ہے۔ کہ یا تو ایک ہزار مزید خریدار مہیا کئے جائیں۔ یا قیمت سات روپیہ سالانہ کر دی جائے۔ یا بطور اعانت ایک روپیہ ہر خریدار فنڈ میں جمع کراوے۔ جو تجویز بھی ناظرین کو پسند ہو اطلاع دیں۔

منیجر الفضل قادیان

معاہدۂ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویّہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا یہ مضمون رسالہ کی صورت میں بھی چھپ کر طیار ہو گیا ہے۔ پچھلی دفعہ ٹرکی کا مستقبل چھپنے پر احباب نے جلد توجہ نہ کی۔ جب وقت گذر گیا۔ اور رسالہ تمام فروخت ہو گیا۔ تو پھر شکایات آنی شروع ہو گئیں ٹرکی کا مستقبل نہیں ملتا۔ اس لئے اب احباب کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ یہ رسالہ جلد منگائیں۔ ایسا نہ ہو کہ ختم ہو جائے۔ اور آپ لوگ محروم رہ جائیں۔ رسالہ ہاتھوں ہاتھ نکل رہا ہے۔ سکرٹری صاحبان بھی جلد توجہ فرماویں جتنی جتنی کاپیاں اپنے علاقہ کے لئے منگوانا چاہیں۔ جلد منگائیں۔ ورنہ یہ رسالہ پھر ہاتھ نہیں آنے کا۔ دوبارہ چھپنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ٹرکی کا مستقبل دوبارہ چھپنے میں ہوا۔

قیمت صرف ۲/

خاکسار:۔ رحیم بخش

ناظر تالیف و اشاعت قادیان

اخبار احمدیّہ

ولادت برادر منشی گلاب دین صاحب ہیڈ کنسٹبل کوتوالی لاہور کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

دُعا منشی قاسم علی خان صاحب قادیانی رامپوری مسٹر محمد احمد ساگر چند صاحب بیرسٹرایٹ لار کی طرف سے احمدی احباب کی خدمت میں درخواست دعا کرتے ہیں۔ کہ مسٹر موصوف جو ولایت میں جا کر تبلیغ اسلام کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس کے جلد سامان مہیا کرے اور انہیں اس مقصد عالی میں کامیاب فرمائے۔

برادران رحمت اللہ و رحیم بخش صاحبان سوداگران چرم مونگہ کے بھائی دین محمد صاحب۔ منشی غلام حیدر صاحب پٹواری تلونڈی راہوالی اور منشی اقبال حسین صاحب مختار عدالت بھاگلپور کا لڑکا ابو سفیان بیمار ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو اپنے فضل سے صحت کامل بخشے۔ آمین

نماز جنازہ برادر محمد رمضان خان صاحب اکن پدیر اور محمد ابراہیم صاحب چونڈہ ضلع سیالکوٹ کی لڑکی فاطمہ اور مساۃ نصیبہ بیگم زوجہ میاں الٰہی بخش صاحب ککٹ کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں۔

صدقہ عید الفطر

اسی اخبار میں صدقہ عید الفطر کے متعلق ایک مفصل مضمون بطور ضمیمہ شائع ہو رہا ہے۔ احباب اس کو بغور پڑھیں اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اسی سلسلہ میں ناظر صاحب بیت المال اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا فتوٰی صدقۃ الفطر کے متعلق ایک صاع غلہ گندم یا جو دینے کا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا فرمان

جماعت کو بھیجے ہوئے دو ہفتہ ہو گئے ہیں۔ لیکن اب تک جس قدر ضروریات کو مدنظر رکھ کر تحریک کی گئی تھی وہ پوری نہیں ہوئی ہیں۔ احباب اس کی طرف توجہ فرمانے میں تاخیر نہ فرمائیں۔ اور بہت جلد بقایا کے وصول فرما کر قادیان ارسال فرمائیں۔ والسلام

نیازمند عبد المغنی۔ ناظر بیت المال قادیان

حیدر آبادی خط

۱۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بی اے ستوطن مچھلی بندر ملازم عثمانیہ یونیورسٹی حضور نظام ۱۰۔ رمضان المبارک کو حیدر آباد میں بعد تحقیقات کامل سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے

۲۔ غرہ رمضان سے مکان انجمن احمدیہ لیکچر ہال میں صبح سے ۲ بجے تک ۴ درس قرآن اور حدیث کے اور پھر نماز ظہر کے بعد سے افطار تک ایک پارہ ترجمہ و تفسیر مولوی میر محمد سعید صاحب حسب دستور سابق جماعت احمدیہ میں پڑھایا کرتے ہیں۔ اور بعد نماز عشاء روزانہ ۲ پارہ بوقت تراویح حافظ محمد محمود احمد صاحب یادگیری سنایا کرتے ہیں۔

خاکسار سید بشارت احمد۔ سکرٹری۔

جماعت احمدیہ لاہور کا چندہ برائے مسجد لنڈن

خدا کے فضل و رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ لاہور نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی آواز پر مسجد لنڈن کے لئے فراخدلی سے چندہ لکھوایا۔ اور کثیر حصہ نے فوراً ادا بھی کر دیا۔ اب تک مبلغ ۷ ۷ ۴ ۱۰ روپیہ چندہ وصول ہو چکا ہے۔ محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کو مبلغ گیارہ ہزار روپیہ ادا کئے جا چکے ہیں۔ جماعت لاہور کے وہ احباب جن کے ذمہ ابتک بقایا ہے۔ جلد ادا کرنے کی فکر کریں۔ اور جن دوستوں نے اس کار خیر میں اب تک کوئی حصہ نہیں لیا۔ وہ اسمیں ضرور حصہ لیں۔ اس چندہ میں مبلغ ۸ ۵ ۱۴ روپے طلباء کالج کے شامل ہیں۔

والسلام خاکسار

عبد الحمید ریلوے آڈیٹر

محاسب انجمن احمدیہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۷- جون سنہ ۱۹۲۰ء

معاہدۂ ترکیہ اور مسلمانوں کا آیندہ رویہ

ذیل میں وہ مضمون درج کیا جاتا ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے "اس خلافت کانفرنس" میں بھیجنے کے لئے جو یکم و دو جون سنہ ۱۹۲۰ء کو الہ آباد میں منعقد ہوئی۔ ۳۰- مئی کو صرف چند گھنٹوں میں تحریر فرمایا۔ اور راتوں رات چھپوا کر صبح الہ آباد بھجوا دیا۔ (ایڈیٹر)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

آج گیارہ رمضان المبارک مطابق ۳۰- مئی سنہ ۱۹۲۰ء کو مجھے جناب مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی کی طرف سے ایک خط ملا ہے۔ کہ یکم اور دو جون کو الہ آباد کے مقام پر ایک جلسہ مشورت منعقد ہو گا جس میں دولت علیہ عثمانیہ کے ساتھ شرائط صلح کے مسئلہ پر غور کیا جاویگا۔ اور آیندہ کے لئے طریق عمل تجویز کیا جاویگا۔ اور اس میں اپنے خیالات بیان کرنے کے لئے مولانا نے مجھے بھی دعوت دی ہے۔

اگر میری شمولیت اس جلسہ میں کسی طرح بھی نفع رساں ہو سکتی اور مجھے امید ہوتی کہ میرا بذات خود حاضر ہونا میرے اہل وطن اور میرے بھائیوں کے لئے کسی طرح بھی مفید ہو سکتا ہے۔ تو میں سو کام چھوڑ کر بھی اس اہم اور وسیع الاثر معاملہ میں اپنے خیالات ظاہر کرنے کے لئے حاضر ہو جاتا۔ مگر چونکہ عموماً دیکھا جاتا ہے۔ کہ اس قسم کے جلسوں میں ایسے اشخاص کو جنہیں ذرہ بھر بھی اختلاف رائے ہو۔ بولنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اسلئے میرا بذات خود آنا وقت کو ضائع کرنا ہے۔ مگر دوسری طرف چونکہ اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور انکی خیر خواہی اور خدمت اسلام کا جوش مجھے اس بات پر بھی مجبور کرتا ہے کہ کوئی سنے یا نہ سنے۔ میں اپنا مشورہ ان تک پہنچا دوں۔ میں اس تحریر کے ذریعہ اپنے خیالات سے اس موقعہ پر جمع ہونیوالے احباب کو آگاہ کرتا ہوں۔ اور چند معزز دوستوں کے ہاتھ اس تحریر کو ارسال کرتا ہوں۔ کہ تا جن دوستوں کے دلوں پر بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تحریر کا کوئی اثر ہو۔ وہ زبانی بھی میرے قائم مقاموں سے اس میں درج شدہ مسائل پر تبادلۂ خیالات کر سکیں۔

اے احباب کرام! میں نے ستمبر گذشتہ کے اجتماع کے وقت تحریر کے ذریعہ سے آپ لوگوں کو توجہ دلائی تھی۔ کہ دولت عالیہ عثمانیہ کے مستقبل کے متعلق جد و جہد کی بنیاد اس امر پر رکھنی چاہیئے۔ کہ سلطان ترکی کثیر حصہ مسلمانان کے نزدیک خلیفہ ہیں۔ اور باقی تمام مسلمان بھی بوجہ ان کے اسلامی بادشاہ ہونے کے ان سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ اس لئے ان سے معاہدہ صلح کرتے وقت تمام عالم کے مسلمانوں کے جذبات کا خیال رکھا جاوے۔ اور ان سے انہی اصول کے ماتحت معاملہ کیا جاوے جنکے ماتحت دوسری مسیحی حکومتوں سے معاملہ کیا گیا ہے۔ اور میں نے بتایا تھا۔ کہ اس طریق پر تمام وہ فرقے جو اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ ان کا آپس میں کیسا ہی اختلاف ہو۔ اس معاملہ میں اکٹھے ہو سکیں گے۔ لیکن افسوس کہ اسوقت آپ لوگوں کو میرا وہ مشورہ پسند نہ آیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یورپ کو یہ بات کہنے کا موقعہ ملا۔ کہ خلافت عثمانیہ کے متعلق مسلمانوں کی آواز ایک نہیں۔ اور اس لئے یہ کہنا کہ ترکوں کے متعلق تمام مسلمانوں کی ایک رائے ہے۔ درست نہیں۔

اگر میرا مشورہ اسوقت تسلیم کیا جاتا۔ تو احمدیہ جماعت کو خلافت کے مسئلہ کے متعلق اپنے خیالات کے اظہار کی کوئی ضرورت پیش نہ آتی۔ اور وہ ترکوں کے لئے انصاف کا جائز طور پر مطالبہ کرنے میں اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ شامل ہو سکتی تھی اگر اس وقت میرا مشورہ قبول کر لیا جاتا تو شیعہ اصحاب کو جو کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ علی الاعلان اس تحریک سے اظہار براءت کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اور وہ بھی دوسرے بھائیوں کے ہمزبان ہو کر اس مسئلہ کے متعلق اپنی ہمدردی کا اظہار کر سکتے تھے۔

اگر اسوقت میرا مشورہ قبول کر لیا جاتا۔ تو عربوں کو اسوقت جبکہ حالات زمانہ سے متاثر ہو کر پھر وہ حکومت ترکیہ سے صلح کرنے پر آمادہ ہو رہے تھے۔ اور ان کی ہمدردی کا جوش ان کے دلوں میں موجزن تھا۔ یہ اعلان نہ کرنا پڑتا۔ کہ خلافت صرف قریش کے لئے مخصوص ہے۔ اور وہ باوجود مخالفت کے ترکوں کی ہمدردی میں اپنی آواز بلند کر سکتے تھے۔ کیونکہ پچھلے دنوں سے یورپ کی بعض حکومتوں سے ان کو بعض شکایات پیدا ہو گئی ہیں۔ اور وہ ایک حد تک ترکوں سے صلح رکھنے پر تیار تھے۔

اگر میرا مشورہ قبول کر لیا جاتا۔ تو عرب کے وہابی فرقہ کو بھی کھلے طور پر اس مسئلہ میں دوسرے ممالک کے لوگوں کے ساتھ شریک ہونے میں کوئی اعتراض ہوتا۔ اور اگر میرا مشورہ قبول کر لیا جاتا۔ تو یورپ کے لوگوں کو اس بات پر ہنسی اُڑانے کا موقعہ نہ ملتا۔ کہ مسلمان اپنے خلیفہ کی حفاظت کی اپیل عیسائی حکومتوں سے کرتے ہیں۔

اور اگر اس کام کو تکمیل پر پہنچانے کے متعلق جو بات میں نے لکھی تھی۔ اسپر عمل کیا جاتا۔ تو یقیناً شرائط صلح موجودہ شرائط سے مختلف ہوتیں۔ وفود کا بھیجا جانا اسقدر معرض التوا میں ڈالا گیا۔ کہ عمل کا وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ امریکہ کی طرف کوئی وفد نہیں بھیجا گیا۔ عراق۔ شام۔ عرب۔ اور قسطنطنیہ کی طرف وفد بھیجے جانے ضروری تھے۔ مگر اس کا کچھ خیال نہیں کیا گیا۔ فرانس اور اٹلی کی طرف مستقل وفدوں کی ضرورت تھی۔ مگر اس کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ جاپان بھی توجہ کا مستحق تھا اسے بھی نظرانداز کیا گیا۔ انگلستان کی طرف وفد گیا۔ اور وہ بھی آخری وقت میں ساری کوشش ہندوستان کی گورنمنٹ کو بُرا بھلا کہنے میں یا ان لوگوں کو گالیاں دینے میں صرف کر دیگئی۔ جو گو ترکوں سے ہر طرح ہمدردی رکھتے تھے۔ مگر سلطان المعظم کو خلیفہ تسلیم نہیں کرتے تھے۔ مگر کیا گالیاں دینے سے کام ہوتے ہیں۔ کام کام کرنے سے ہوتے ہیں۔

اے احباب کرام! آپ غور فرماویں کہ اسلام کو اس وقت کس چیز نے نقصان پہونچایا ہے۔ اسلام کو نقصان پہنچایا ہے مسلمانوں کی غیر متقیانہ حالت نے۔ بُزدلی نے۔ بداخلاقی نے۔ کم ہمتی نے۔ منافقت نے۔ یہ چیزیں ہیں کہ جن کے دُور کرنے سے اسلام پھر ترقی کر سکتا ہے۔ مگر اس تکلیف کے ایام میں ان باتوں کی طرف کس قدر توجہ کیگئی ہے۔ آج مُسلمان اس سے بہت زیادہ تعداد میں ہیں۔ جس قدر کہ آج سے پانچ سو سال پہلے تھے۔ مگر وہ اسوقت فاتح تھے۔ آج مفتوح ہیں کیوں؟ صرف اسی۔ لئے کہ اسوقت ان میں مذکورہ بالا باتیں نہ تھیں۔ مگر آج ہیں پھر ان باتوں کے ترک کرنے اور اخلاق حسنہ کے حصول کے لئے کیا کوشش کی گئی ہے؟ کیا اس مُصیبت اور تکلیف کے زمانہ میں انابت الی اللہ سے کام لیا گیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایسے لوگوں نے جو شہرت اور عزت کے دلدادہ ہیں۔ مسلمانوں کے اخلاق اور بھی بگاڑ دئیے ہیں۔ اور بجائے ان میں خشیۃ اللہ پیدا کرنے کے ان کو اور بھی زیادہ شوخ بنا دیا ہے۔ آج چار وطرف مسلمانوں کی زبانوں پر گالیاں سُنی جاتی ہیں۔ وہ تالیاں بجاتے سیٹیاں مارتے۔ اور اپنے مخالف خیالات والوں سے استہزا کرنے کے لئے بندروں کی طرح ہزاروں قسم کی حرکات ناشائستہ کرتے ہیں۔ اور اسپر فخر کرتے ہیں کہ انہوں نے عظیم الشان خدمت اسلام کی ہے۔

اے نمائندگان اسلام اسوقت جبکہ آپ نہایت سنجیدگی سے دولت علیہ عثمانیہ کے مستقبل پر غور کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ اور آپ کے دلوں میں غم اور فکر کا ہجوم ہے۔ اسوقت ہندوستان کے مختلف گوشوں میں ناکردہ گناہ بچے اور بیقصور عورتیں اس شدت گرما میں اس قصور میں پیاسے تڑپ رہے ہیں۔ کہ ان کے والدین یا شوہر کیوں سلطان المعظم کی خلافت کے قائل نہیں۔ اور مُسلمان کہنے والے لوگوں نے نہ معلوم کس کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس پانی سے بھی ان کو رد کر دیا ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کا فرشتہ کافر انسان کو بھی نہیں روکتا۔ اب آپ سوچیں۔ کہ کیا ان کی آہیں .. .. .. اور ان کی چیخ و پکار خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا کر اسی بات کی درخواست کر رہی ہو گی۔ کہ ان ہم پر ظلم کرنے والوں کے کام میں برکت دے۔ اور ان کی مُراد ان کو پُورا کر۔ جبکہ کربلا اور نجف کے مقدس میدانوں کی حفاظت کا سوال پیدا ہو رہا ہے خود ہندوستان میں اسی قسم کے نمونہ دکھائے جا رہے ہیں۔ جو یزید اور اس کے ساتھیوں نے دکھائے۔ محض اس اختلاف رائے پر کہ کیوں احمدی خلافت عثمانیہ کے قائل نہیں۔ ان کو پانی سے روکا جاتا ہے۔ ان کو خرید و فروخت سے باز رکھا جاتا ہے۔ ان کے گھروں میں کام کرنے سے مہتروں کو باز رکھا جاتا ہے۔ اور ان پر نماز ادا کرتے وقت کنکروں کی بارش کی جاتی ہے۔ کیا اس تنگی کے وقت میں اسی قسم کی انابت سے مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کے فضل کو اپنی طرف کھینچنے کی سعی کرنی چاہیئے تھی۔ اور کیا اگر ان کے اس ظلم سے تنگ آ کر احمدی منافقت سے ان کے ہم خیال ہو جاویں (کیونکہ جبر سے دلوں کو تسلی نہیں ملا کرتی) تو کیا ایسے منافقوں کی امداد سے مُسلمان کامیاب ہو جاوینگے۔ یہ وقت تو ایسا تھا۔ کہ مُسلمانوں میں جرأت اور دلیری پیدا کی جاتی۔ اور ان کو دلیر بنایا جاتا نہ کہ منافقت پر ان کو مجبور کیا جاتا۔ کیا ان جاہلوں کو کوئی اس قدر سمجھانیوالا نہیں ہے۔ کہ جو لوگ ان سے ڈر کر اپنے صحیح خیالات کو چھوڑ دینگے۔ وہ ان سے زیادہ طاقتور لوگوں کے دباؤ سے کیا موقعہ ملنے پر ان کے مخالف نہ بن جاوینگے۔

غرض مجھے افسوس ہے کہ اس کرب اندوہ کے زمانہ میں وہ صحیح رویہ اختیار نہیں کیا گیا۔ جس سے کامیابی کی امید ہو سکتی تھی۔ لیکن اب جبکہ پھر آپ لوگ دوبارہ اس اہم مسئلہ پر غور کرنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ تو میں اخلاص اور محبت سے آپ کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔ شاید کسی بہی خیرخواہ اسلام کے دل پر میری بات اثر کرے۔ اور وہ خدمت اسلام کے لئے کمر ہمت باندھ کر کھڑا ہو جاوے ٭

سب سے پہلا سوال شرائط صلح کے متعلق یہ ہے کہ آیا یہ درست ہیں اور مطابق انصاف ہیں۔ اس سوال کے متعلق میرے نزدیک اب ہم کو زیادہ غور و فکر نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سوال کا حل ہمیں کچھ نفع نہیں دے سکتا۔ مگر پھر بھی آیندہ نسلوں کو اپنے خیالات سے آگاہ کرنے کے لئے اور ان شرائط کے تیار کرنیوالوں کو اپنی رائے سے واقف کرنے کے لئے میں اپنی رائے ان مختصر الفاظ میں ظاہر کر دیتا ہوں۔ کہ ترکوں کے متعلق شرائط صلح کا فیصلہ کرتے وقت ان اُصول کی پابندی نہیں کی گئی۔ جن کی پابندی یورپ کے مُدبر انصاف کے لئے ضروری قرار دے چکے ہیں ٭

عراق کی آبادی کو ایسے طور پر اپنی رائے کے اظہار کا موقعہ نہیں دیا گیا جیسا کہ جرمن کے بعض حصوں کو۔ ان سے باقاعدہ طور پر دریافت نہیں کیا گیا۔ کہ وہ اپنے لئے کس حکومت یا کس طریق حکومت کو پسند کرتے ہیں۔ شام کی آبادی کو باوجود اس کے صاف صاف کہدینے کے کہ وہ آزاد رہنا چاہتی ہے۔ فرانس کے زیر اقتدار کر دیا گیا ہے۔ فلسطین کو جس کی آبادی کا ۹/۱۰ حصہ مسلمان ہے۔ ایک یہودی نوآبادی قرار دیدیا گیا ہے۔ حالانکہ یہود کی آبادی اس علاقہ میں ۱/۱۰ کے قریب ہے۔ اور یہ آبادی بھی جیسا کہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے۔ ۱۸۷۸ء سے ہوئی ہے اور زیادہ تر ان پناہ گیروں کی ہے۔ جنہوں نے ان ممالک سے آکر یہاں پناہ لی ہے جنمیں یہودیوں پر ظلم کرنا سیاست کا ایک بڑا جزو قرار دیا گیا ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا) (یعنی رُوس وغیرہ) Consisting principally of refugees from countries where anti-semitism is an important element in politics.

پس ایسے علاقہ سے ترکوں کو دستبردار کرانا اور یہود کے سپرد کر دینا جسمیں کثیر حصہ آبادی مسلمان ہے۔ اور جو یہود کے لئے ایک ہی جائے پناہ تھی۔ کیا اس جرم کے سبب سے ہے کہ انہوں نے کیوں یہود کو اس وقت پناہ دی۔ جبکہ مسیحی حکومتیں ان کو اپنے گھروں اور اپنی جائدادوں سے بے دخل کر رہی تھیں ۔

یہی حال لبنان کا ہے۔ اس کو فرانس کے زیر اقتدار دینا بالکل کوئی سبب نہیں رکھتا۔ اور آرمینیا کا آزاد کرنا بھی بے سبب ہے۔ کیونکہ آرمینیا کا جائے وقوع ایسے علاقہ میں ہے جسکے چاروں طرف ترک آباد ہیں۔ اور ان کی الگ حکومت بنانے سے یہ مطلب ہے۔ کہ ترک قوم آپس میں اتحاد نہ کر سکے۔ اور رُوسی ترکستان کے لوگ کسی وقت بھی ایشیائے کوچک کے ترکوں سے مل نہ سکیں۔ پھر آرمینیا کو جو بہت سے علاقہ دئے گئے ہیں۔ ان میں کثیر حصہ آبادی کا مسلمان ہیں۔ اور ایسی بعض ولایات کے دینے کی تجویز ہے۔ جہاں کی آبادی قریب قریب ساری مسلمان ہے۔ حالانکہ یہ بات ثابت ہے۔ کہ آرمینین مسیحیوں نے نہایت بیدردی سے مسلمانوں کو قتل کیا ہے۔ اور خود وزیر انگلستان اسبات کا انکار نہیں کر سکے۔ کہ آرمینین مسیحیوں نے بھی مسلمانوں پر سخت سے سخت مظالم کئے۔ پس اگر ترکوں کو اس جرم میں اس علاقہ کی حکومت سے بے دخل کیا جاتا ہے۔ کہ وہ کردوں کو آرمینین مسیحیوں پر ظلم کرنے سے کیوں نہیں روک سکے۔ تو آرمینین مسیحیوں کو جو خود مسلمانوں کو قتل کرنے کے جرم کے مرتکب ہیں۔ مسلمانوں پر کیوں حکومت دیدی گئی ہے۔ اور اگر کوئی ایسے قواعد بنادئے گئے ہیں۔ کہ جنکے ماتحت آرمینین مسیحی مسلمانوں پر ظلم نہیں کر سکیں گے۔ تو کیوں انہی قواعد کے ماتحت آرمینیا کو ترکوں کے ماتحت نہیں رکھا گیا۔ تا مسلمان مسیحیوں پر ظلم نہ کر سکتے۔

اسی طرح تھریس کو یونان کے حوالہ کرنا بھی خلاف انصاف ہے۔ کیونکہ کسی ملک کے صرف ایک شہر میں کسی قوم کی کثرت آبادی اسے اس شہر کی حکومت کا حقدار نہیں بنادیتی۔ اور یہ اصول کبھی بھی سیاست میں تسلیم نہیں کیا گیا اور اس کا نتیجہ سوائے فساد کے کچھ نہیں نکلیگا۔ اور یقیناً چند سال بعد یونانی اس علاقہ میں فتنہ انگیزی کرکے اور علاقہ بڑھانے کی فکر کرینگے ۔

تھریس جو ترکوں سے لیکر یونان کو دیا گیا ہے۔ اس کا سبب بھی معلوم نہیں ہوتا۔ خود وزیر اعظم مسٹر لائڈ جارج اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ وہاں کی آبادی کا کثیر حصہ ترک ہے۔ پھر اس ملک کو یونان کے سپرد کر دینا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ اور اگر مسٹر لائڈ جارج کے بعد کے بیان کو بھی کہ وہاں کی اکثر آبادی غیر ترک ہے۔ مان لیا جاوے تو بھی اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اس علاقہ کا نہایت کثیر حصہ مسلمان ہے۔ پس اگر اس وجہ سے کہ وہاں کی اکثر آبادی ترک نہیں۔ اس علاقہ کو ترکوں کے سپرد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تو یونان کو تو کسی طرح اس علاقہ پر حق حکومت نہ تھا۔ اس صورت میں یہاں آزاد حکومت قائم کر دیجاتی۔ یونانیوں کو اس علاقہ کے سپرد کر دینے کا یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ وہ حسب عادت تھوڑے ہی عرصہ میں خفیہ اور ظاہر تدابیر سے وہاں کے لوگوں کو یا مسیحی ہونے پر مجبور کرینگے۔ یا انپر سخت ظلم کرکے ان کو ان علاقوں سے نکالدینگے ۔

غرض میرے نزدیک اس معاہدہ کی کئی شرائط میں حقوق کا اتلاف ہُوا ہے۔ اسلئے جس قدر جلد یورپ اسمیں تبدیلی کرے۔ اسی قدر یہ بات اس کی شہرت اور اس کے اچھے نام کے قیام کا موجب ہوگی۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اگر اتحادی حکومتیں ان شرائط کو بدلنے سے انکار کریں۔ تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے اور میرے نزدیک یہی اہم سوال ہے۔ کیونکہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ اتحادی ان شرائط کو نرم نہیں کرینگے۔

اس سوال کے جواب میں کہ اگر اتحادی اس معاہدہ کو نرم نہ کریں تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ مختلف آراء پیش کی گئی ہیں۔ بعض نے ہجرت کی تجویز پیش کی ہے بعض نے جہاد عام کو پسند کیا ہے۔ بعض نے قطع تعلقی کی پالیسی کو سراہا ہے۔ مگر میرے نزدیک ان سب تجاویز میں سے ایک تجویز بھی درست نہیں۔ اور نہ قابل عمل ہے ۔

ہندوستان کی سات کروڑ آبادی ہندوستان کو چھوڑ کر باہر نہیں جا سکتی اور نہ اس کے باہر جانے کی کوئی غرض اور فائدہ ہے۔ ہجرت اسوقت ضروری ہوتی ہے۔ جبکہ اس علاقہ میں جہاں کوئی شخص رہتا ہے۔ اس کو ان احکام شرعیہ کے بجالانے کی آزادی نہ ہو۔ جو افراد جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن کوئی حکم ایسا نہیں ہے۔ جو افراد مسلمانان سے تعلق رکھتا ہو۔ اور جس کا بجالانا اس ملک میں ناممکن ہو۔ اور پھر علی پہلو اس تجویز کا لیا جاوے۔ تو بھی اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ کس قدر آدمی ہیں۔ جو اس تجویز پر عمل کرنے کے لئے تیار ہونگے۔ پس علاوہ اسکے کہ یہ تجویز شریعت کے خلاف ہوگی۔ اس کو پیش کرنے کے سوائے

اپنی سبکی کراتے اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہونے کے اور کوئی نتیجہ نہ نکلیگا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو اس تحریک کے پیش کرنے والے ہیں وہ خود بھی اس تحریک پر عمل پیرا نہیں ہوئے ۔

دوسری تجویز جہاد کی ہے ۔ جہاد اس ملک میں رہ کر جائز نہیں ۔ اس ملک میں رہنے کے یہ معنے ہیں کہ ہم برطانیہ کی حکومت کو تسلیم کرتے ہیں ۔ اور ہمارا اس ملک میں رہنا ہی ایک عملی معاہدہ ہے ۔ جو ہم حکومت برطانیہ سے کرتے ہیں ۔ پس اس ملک میں رہتے ہوئے کسی طرح بھی گورنمنٹ کا مقابلہ کرنا ایک غداری ہوگی ۔ اور غداری اسلام میں جائز نہیں ہیں سب سے زیادہ اپنا مذہب عزیز ہونا چاہیئے ۔ اگر ہم تمام دنیا کی حکومت کے لئے بھی اپنا مذہب قربان کر دیتے ہیں تو ہم گھاٹے میں رہینگے ۔ پس حکومت برطانیہ کے زیر سایہ رہتے ہوئے اس کی حفاظت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا یا اس کے متعلق تدابیر سوچنا ایک مسلمان کے لئے جو اپنے مذہب کی کچھ بھی قدر کرتا ہے ۔ ناجائز ہے ۔ اور اسلام کی عظمت کرنیوالا مسلم اس تجویز پر بھی عمل نہیں کر سکتا ۔

اگر کہا جاوے کہ باہر جا کر پھر جہاد کریں ۔ تو اوّل تو اس سوال کے ساتھ پھر ہجرت کا سوال آجاویگا ۔ جسے میں پہلے ناجائز اور ناممکن ثابت کر چکا ہوں دوم جہاد کے لئے یہ شرط ہے ۔ کہ اس حکومت سے کیا جاوے ۔ جو اسلام کے مٹانے کے لئے مسلمانوں پر حملہ کرتی ہے ۔ اور ترکوں سے جنگ کرنے میں اتحادیوں نے ابتدا نہیں کی ۔ نہ اس جنگ کی وجہ اسلام کو مٹانا تھی ۔ پس جب تک یہ ثابت نہ کیا جاوے ۔ کہ اس جنگ کی ابتداء اتحادیوں کی طرف سے ہوئی ہے ۔ اور پھر یہ بھی کہ اتحادیوں نے ترکوں سے اس لئے جنگ کی تھی ۔ کہ وہ ان کو جبراً مسیحی بنالیں ۔ جہاد ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے جو برطانیہ کی حکومت کے نیچے رہتے ہیں ۔ جائز نہیں ہو سکتا ۔

تیسری تجویز یہ ہے کہ گورنمنٹ سے قطع تعلق کیا جاوے ۔ اس تجویز کے متعلق بھی میری یہ رائے ہے ۔ کہ قطع تعلق بھی ایک قسم مقابلہ کی ہے ۔ اور اس پالیسی پر عمل کر کے بھی ہندوستان میں امن قائم نہیں رکھا جا سکتا ۔ ضرور ہے کہ جو لوگ اپنے کاموں سے علیحدہ ہوں ۔ آہستہ آہستہ ان کی ضروریات دنیاوی ان کو تنگ کریں ۔ اور وہ مجبور ہو کر ناجائز ذرائع اور جبر سے اپنے گذارے کا سامان پیدا کریں ۔ پھر پیشتر اس کے کہ اس تجویز پر عمل کیا جاوے ۔ یہ بھی سوچنا چاہیئے ۔ کہ اس تجویز کی غرض کیا ہے ۔ میرے نزدیک اس کی ایک ہی غرض ہو سکتی ہے ۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ پر اس ذریعہ سے دباؤ ڈالا جاوے ۔ اور اس غلطی کی اصلاح کروائی جاوے ۔ جو ترکوں کے معاہدہ صلح میں ہوئی ہے ۔ سو اول تو اگر اس قطع تعلق کا کوئی اثر ہو بھی ۔ تو وہ صرف ہندوستان پر ہو گا ۔ اور ہو گا بھی سالہا سال کے بعد ۔ کیونکہ اگر یہ مان بھی لیا جاوے کہ سب مسلمان اس بات پر آمادہ ہو جاوینگے ۔ تو بھی اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ کہ ان کو اس کام کے لئے آمادہ کرنے کے لئے سالہا سال کی جدوجہد اور تلقین کی ضرورت ہوگی ۔ اور اسوقت تک کہ یہ تجویز عملی جامہ پہنے گی ۔ معاہدۂ ترکیہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہو چکا ہو گا ۔ اور اسوقت اگر گورنمنٹ برطانیہ کی مرضی بھی ہوگی ۔ تب بھی وہ فرانس اور یونان اور آرمینیا کو اپنے اپنے حصہ سے علیحدہ نہیں کر سکیگی ۔ دوم اس بات کو بھی مد نظر رکھنا چاہیئے ۔ کہ اگر سب مسلمان اس تجویز پر عمل کرنے لگیں ۔ تب بھی وہ گورنمنٹ پر کوئی دباؤ نہیں ڈال سکتے ۔ کیونکہ اس ملک کی آبادی کا صرف چوتھا حصہ مسلمان ہے ۔ ۳/۴ ہندو ہیں ۔ اور قریباً چالیس لاکھ مسیحی ہیں ۔ پس اگر گورنمنٹ کو اس کے خطاب واپس کر دئے جائیں ۔ تو اس سے اس کا کوئی نقصان نہیں ۔ اور اگر اس کی ملازمت سے علیحدگی کی جاوے تو ہندوستان کی ۳/۴ آبادی ان کی جگہیں پُر کرنے کے لئے تیار ہے ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض ہندو سر برآوردہ اسوقت مسلمانوں کے ساتھ شریک ہونے کے لئے آمادہ ہیں ۔ لیکن اس تجویز کی مخالفت ہندوؤں میں بہت زیادہ ہے ۔ اور یقیناً پانچ فیصدی ہندو بھی مسلمانوں کا ساتھ نہ دینگے ۔ اگر مسلمان وکلاء اپنا کام چھوڑ دینگے ۔ تو خود مسلمان بھی اپنی داد رسی کے لئے ہندو وکلاء کی خدمات کو حاصل کرینگے ۔ اور وہ شوق سے ان کے مقدمات لینگے ۔ اور اگر مسلمان جج استعفا دیدینگے ۔ تو ہندو امیدوار فوراً ان کی جگہ لینے کے لئے آگے بڑھینگے اگر فوجی مسلمان استعفا دیدینگے ۔ تو علاوہ اس کے کہ وہ فوجی قواعد کی خلاف ورزی کر کے سزا پا دینگے ۔ ان کا مستعفی ہو جانا ایسا مؤثر نہ ہو گا ۔ کیونکہ ہندو قوم اب فوجی خدمات کی اہمیت سے کافی طور پر واقف ہو چکی ہے ۔ اور وہ اپنے قدیم ملک کو بلا حفاظت چھوڑنے پر کبھی رضامند نہ ہو گی ۔ غرض ہر ملازمت کے لئے دوسری اقوام کے لوگ نہ صرف ملجاوینگے ۔ بلکہ شوق سے آگے بڑھینگے ۔ کیونکہ ملازمت تلاش کرنے والوں کی ہمارے ملک میں کمی نہیں ہے ۔ ایسے لوگ مسلمانوں کے اس فیصلہ کو ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھیں گے ۔ اور ان کی بے وقوفی پر دل ہی دل میں ہنسیں گے ۔ پس سوائے اسکے کہ اس فیصلہ سے لاکھوں مسلمان اپنی روزی سے ہاتھ دھو بیٹھیں ۔ اور تعلیم سے محروم ہو جاویں ۔ اور اپنے حقوق کو جو بوجہ مسلمانوں کے سرکاری ملازمتوں میں کم ہونے کے پہلے ہی تلف ہو رہے ہیں ۔ اور زیادہ خطرہ میں ڈالدیں ۔ اور کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا ۔

میں اس جگہ یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میری اس تحریر کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہندوؤں کے لیڈر جان بوجھ کر مسلمانوں کو اس کام پر آمادہ کر رہے ہیں تا وہ ان کے لئے میدان خالی چھوڑ دیں ۔ میں ان لیڈروں کو جو اس امر میں مسلمانوں کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں ۔ دیانتدار سمجھتا ہوں ۔ اور جو کچھ میں کہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ ہندوؤں کا کثیر حصہ اس تجویز میں مسلمانوں کا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں ہے اور علاوہ اس تجویز کے بنا بر غلط ہونے کے یہ یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ جب تک تمام ملک اسبات پر کاربند ہونے کے لئے تیار نہ ہو گا ۔ کبھی بھی اس تجویز کا مفید نتیجہ

نہیں نکلے گا۔ اگر ہندو بھی ساتھ مل جاویں۔ تب بھی ہندوستان کی ملکی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے یورپین اور کرسچن کافی ہیں۔ اور فوجی ضروریات کو یورپین فوج کے علاوہ سکھ اور گورکھے پورا کر سکتے ہیں۔ اور یہ قومیں ہرگز اس تجویز میں مسلمانوں کا ساتھ نہ دینگی۔ پس اگر یہ تجویز فساد کا موجب بھی ہو۔ جو میرے نزدیک یقیناً ہو گی۔ اور اگر تمام کے تمام مسلمان اسپر کاربند ہونے کے لئے تیار بھی ہو جاویں۔ جو یقیناً نہ ہونگے تو بھی اس تجویز پر عمل کر کے حکومت برطانیہ پر دباؤ ڈالنے کی امید رکھنا ایک امر موہوم ہی نہیں۔ بلکہ یقینی طور پر غلط ہے۔ اور اسکے مقابلہ میں یہ بات یقینی ہے کہ اس تجویز پر عمل کر کے مسلمانوں کی رہی سہی طاقت بھی بالکل ٹوٹ جاویگی۔ اور اس ایک ملک میں بھی جس میں مسلمانوں کی ظاہری حالت کسی قدر اچھی نظر آتی ہے۔ وہ کمزور اور ناطاقت ہو جاوینگے۔ اور اس سب تباہی کا الزام ان کے اپنے سر ہو گا۔

غرض میرے نزدیک اسوقت تک جس قدر تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ وہ یا تو شریعت کے خلاف ہیں یا ناقابل عمل۔ اور میرے نزدیک مسلمانوں کا فائدہ اسی میں ہے اور اس زمانہ کے حالات کو مدنظر رکھ کر مسلمانوں کے لئے صرف یہی راہ کھلا ہے کہ وہ متفق اللسان ہو کر یہ بات اتحادی حکومتوں کے گوش گذار کر دیں۔ کہ انہوں نے ترکوں سے شرائط صلح خود اپنے تجویز کردہ قواعد کے خلاف بنائی ہیں۔ اور یہ کہ مسلمان ان کے اندر مسیحیت کے تعصب کا ہاتھ پوشیدہ دیکھتے ہیں اور کیپیٹلسٹس کے فوائد کی نگہداشت ان میں مدنظر رکھی گئی ہے۔ . . . .

. . . . . . اور وہ ان سے ان کے اس فیصلہ کے تبدیل کرنے کے لئے اپیل کرتے ہیں۔ اور اگر وہ اس فیصلہ کو تبدیل نہ کریں۔ تو اس فیصلہ کی اپیل وہ انکی آیندہ نسلوں کی کانشنسوں سے کرتے ہوئے اور اپنے مذہب کے احکام کے ماتحت ہر قسم کے فساد اور شورش سے اجتناب کرتے ہوئے اس امر کے فیصلہ کو خدا پر چھوڑ دیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان تجاویز پر عمل کر کے جو اسوقت تک پیش کی جا چکی ہیں۔ اور نہ اس تجویز پر عمل کر کے جو اسوقت میں نے پیش کی ہے۔ ان شرائط میں تبدیلی کرائی جا سکتی ہے۔ جو اتحادیوں نے مقرر کی ہیں۔ لیکن اگر مسلمان اس تجویز پر عمل کرینگے۔ جو میں نے بتائی ہے۔ تو یقیناً چند سال کے بعد خود وہی لوگ جو اس وقت اس فیصلہ پر خوش ہیں۔ ورنہ ان کی اولادیں ضرور ان شرائط کو پڑھ کر شرم سے اپنی گردنیں نیچے جھکا لینگی۔ اور جس طرح اور بہت سے تاریخی معاملات میں خود اتحادیوں نے اپنے آباء کے فیصلوں کو حقارت اور نفرت سے دیکھا ہے اس فیصلہ کو اتحادیوں کی آیندہ نسلیں افسوس اور حیرت کی نگہ سے دیکھینگی۔ لیکن اگر اسکے برخلاف شورش و فساد سے کام لیا گیا۔ تو دلائل کا پہلو ان شرائط کے طے کرنے والوں کے حق میں بھاری ہو جاویگا۔ اور خود مسلمانوں کی آیندہ نسلیں مسلمانوں کے اس طریق عمل کے بیان سے شرمائینگی۔ اور شورش پھیلانیوالا رویہ بجائے مفید ہونے کے ان شرائط کی کمزوری پر پردہ ڈالکر دنیا کی نظروں کو اور طرف پھیر دے گا۔

مگر میرا مشورہ اسی حد تک محدود نہیں۔ جو لوگ کسی فیصل شدہ امر کو جو اسکے فوائد کے لئے مضر ہو۔ اسی جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ مسلمان تو وہ ہے جو خدا تعالیٰ سے بھی اس کے فیصلہ کو تبدیل کروا لیتا ہے۔ اور گریہ و زاری اور دعاؤں سے اس کے رحم کو جذب کر لیتا ہے۔ پس میں صرف اسی کارروائی کا مشورہ نہ دوں گا۔ بلکہ اسکے علاوہ میرے نزدیک مسلمانوں کو آیندہ کیلئے ایک عملی پروگرام بھی بنانا چاہیئے۔

سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس معاہدہ کی پابندی کا اثر اسلام پر کیا پڑیگا؟ اس سوال کا جواب دیتے وقت ایک چیز نمایاں طور پر ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ اور وہ ان علاقوں کی نگہداشت ہے۔ جنہیں مسلمان بستے ہیں۔ اور جنہیں یونان اور آرمینیا کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ یونانیوں اور آرمینیوں کا تعصب اسلام سے اسقدر بڑھا ہوا ہے کہ اسکے ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ ان دونوں قوموں نے پچھلے دنوں میں مسلمانوں سے کیا ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے۔ کہ انکی حکومت میں باوجود یورپ کی تمام تسلیوں کے مسلمانوں کو امن نہ ہو گا اسی طرح یورپ کے نئے تغیرات کے ماتحت اور کئی علاقوں میں بھی مسلمانوں کو امن نہ ہو گا پس اس خطرہ سے ان ممالک کے بھائیوں کو بچانے کے لئے فوراً بلا تاخیر ایک عالمگیر لجنۂ اسلامیہ قائم ہو جانی چاہیئے۔ جس کا کام یہ ہو۔ کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی مذہبی حالت کی اطلاع رکھے۔ اور اس بات کی خبر رکھے کہ دنیا کے کسی علاقہ میں مسلمانوں کو ظاہر و مخفی ذرائع سے اپنے مذہب کے تبدیل کرنے یا بصورت دیگر ہلاک ہو جانے پر تو مجبور نہیں کیا جاتا۔ اور اس غرض کے لئے دنیا کے تمام ممالک میں ایسے مبلغ بھیجنے چاہیئیں۔ جو ہر جگہ کے مسلمانوں کو اپنے مذہب پر ثابت قدمی سے پابند رہنے کی تلقین کریں اور اس بات کا خیال رکھیں۔ کہ کسی جگہ مسلمانوں کو جبراً تو اسلام سے نہیں ہٹایا جاتا۔ خواہ وہ جبر ظاہری اسباب سے ہو خواہ مخفی اسباب سے وہ اس کی جستجو رکھیں۔ اور جو وقت کوئی ایسی بات معلوم ہو۔ فوراً مرکز کو ان کی اطلاع دیں تا کہ تمام متمدن دنیا کو اس سے اطلاع دیجاوے۔ کیونکہ ظالم گو کس قدر بھی طاقتور ہو۔ جب اسے معلوم ہو کہ میرا ظلم دیکھنے والے موجود ہیں تو اسے بہت کچھ دبنا پڑتا ہے۔ اور اپنے نام کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اس صورت میں بغیر کسی طاقت کے استعمال کے ان غریب مسلمانوں کو مذہب کی نگہداشت بھی ہو سکیگی۔ جو متعصب حکومتوں کے زیر حکومت رہتے ہیں اور دنیا کو بھی ان خفیہ ریشہ دوانیوں سے آگاہی ہوتی رہیگی۔ جو اسلام کے مٹانے کے لئے بعض حکومتیں کر رہی ہیں۔ اور زیادہ عرصہ نہیں گذریگا۔ کہ یورپ کی نظروں میں مسلم ظالم۔ مسلم مظلوم ثابت ہو جاویگا۔

یہ تجویز ایک نہایت اہم تجویز ہے۔ اور گو میں بالتفصیل اسکے متعلق اسوقت کچھ اسجگہ نہیں لکھ سکتا۔ لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو سنجیدگی سے اسپر غور کریگا اسکی اہمیت کو محسوس کر لیگا۔ اور اس کے وسیع اثرات کا اندازہ لگانے کے قابل ہو جاویگا۔ میں اسجگہ یہ بھی اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ بغیر اس امر کا انتظار کئے

اور دوسرے لوگ اس امر کے متعلق کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کردی ہے۔ اور مختلف ممالک میں دو دو آدمی اس غرض کے لئے بھیجنے کی تجویز کردی ہے۔ اور میری جماعت کے جان بازوں کی ایک جماعت نے اپنے آپ کو اس غرض کیلئے وقف بھی کیا ہے۔ جو عنقریب سہولت راہ میسر آنے پر اپنے اپنے مفوضہ علاقہ میں چلی جاوے گی ۔

دوسری بات ہمیں یہ سوچنی چاہیئے کہ اسلام پر اس قدر مصائب کی وجہ کیا ہے؟ آخر کیا سبب ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کی دوستی کی بجائے اس سے دشمنی شروع کردی ہے وہ خدا جو پہلے اسلام کے لئے اپنے قہری نشان ظاہر کیا کرتا تھا۔ اب کیوں اس کیلئے اپنی قدرت کے کرشمہ ظاہر نہیں کرتا۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں نے تعلیم قرآن کو بھلا دیا ہے۔ اس لئے ان پر یہ آفت آئی ہے۔ انہوں نے خود حضرت مسیح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دے رکھی ہے۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے بھی مسیحیوں کو ان پر فضیلت دیدی۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ بجائے اپنے اوقات کو بیفائدہ ضائع کرنے کے خدا تعالیٰ سے صلح کرو۔ اور اس کے فضل کی تلاش کرو۔ اور پھر یاد رکھو کہ جیسا کہ میں نے ممبر گذشتہ کے اجتماع کے موقعہ پر تحریر کیا تھا۔ اسوقت اسلام کی ترقی کے لئے ایک ہی راہ کھلا ہے۔ کہ ہم تبلیغ اسلام کے لئے کھڑے ہو جاویں۔ یورپ کو اسلام سے نفرت جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کسی بدانتظامی کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ درحقیقت اس کی وجہ یورپ کا یہ خیال ہے۔ کہ اسلام تہذیب کا دشمن ہے۔ اور وہ اسکو اپنی دنیا کا دشمن سمجھ کر جو ان کو بہت عزیز ہے۔ مٹانا چاہتے ہیں۔ پس جب تک یورپ کے دل سے بلکہ تمام مسیحی دنیا کے دل سے یہ خیال دور نہ کیا جاویگا۔ اسوقت تک ہرگز مسلمانوں کے مصائب دور نہیں ہو سکتے۔ درحقیقت یہ ذلت جو اسوقت مسلمانوں کو پہونچ رہی ہے۔ اسقدر زمینی نہیں جسقدر کہ آسمانی ہے۔ قرآن کریم کے صریح احکام کو پس پشت ڈالکر مسلمان اس ذلت کو پہونچے ہیں۔ اب وہ اسی صورت سے اس سے نکل سکتے ہیں۔ کہ جب پچھلی غفلتوں کا کفارہ دیں۔ اور اپنے نفسوں کی اصلاح کرکے اس امانت کو پہنچائیں۔ جو سب دنیا کو پہنچانے کے لئے ان کے سپرد کی گئی تھی۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کا فرض مقرر کیا تھا کہ وہ اسلام کو دنیا کے سب کناروں تک پہنچا دیں۔ لیکن انہوں نے اس فرض کو اسطرح پس پشت ڈال دیا کہ گویا ایک تنکے کے برابر بھی ان کو اس کی پرواہ نہیں۔ تب خدا تعالیٰ نے انکو بتادیا کہ اس فرض کا پورا کرنا خود ان کے لئے مفید تھا نہ کہ خدا تعالیٰ کے لئے اگر اسلام کو کوئی بھی نہ مانے تو بھی اللہ تعالیٰ کی خدائی میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اگر کچھ فرق آتا ہے تو مسلم کے ایمان میں اور اس کے امن میں۔ پس اب بھی ان مصائب سے نکلنے کا یہی علاج ہے کہ دین اسلام کے غلبہ کے لئے مسلمان کھڑے ہو جاویں۔ حکومتیں اسلام کے پہلے نہیں آئیں بلکہ بعد میں آئی ہیں۔ اب بھی اگر اسلام قائم ہو جاوے۔ حکومتیں خود بخود چلی آوینگی۔ خوب یاد رکھو کہ مذہبی اتحاد سب سے مضبوط اتحاد ہے۔ جب دنیا کی قومیں اسلام کو قبول کرینگی۔ تو کیا چیز ہے۔ جو ان کو اسلام کے آثار مٹانے پر مائل کریگی۔ وہ تو اسلامی آثار کے قیام کے لئے خود بیقرار ہونگی۔ پس کیوں اس جماعت کو جو اسلام کو مٹانے کے درپے ہے۔ اسلام کے حلقہ بگوشوں میں داخل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ کیا اس لئے کہ آپ لوگوں کو خود اسلام کی خوبیوں پر یقین نہیں۔ اور کیا اس کی قوت جذبیہ کا تجربہ نہیں۔ اگر ایسا ہی ہو تو یورپ پر اسلام کی دشمنی کا کیا شکوہ ہے۔ جب کہ مسلمانوں کو ہی اس کی خوبیوں پر یقین نہ ہو۔ تو دشمن اسکے حسن کا دلدادہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ یقین رکھو کہ اسلام اپنے اندر بہت بڑی قوت جاذبہ رکھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے فیصلہ بھی کر چکا ہے کہ اسے دنیا میں پھیلاوے۔ اور اسکے لئے اپنے مامور کو بھیج بھی دیا ہے۔ اب مایوسی کا وقت نہیں۔ کیونکہ مایوسی گو ہمیشہ ہی بری ہوتی ہے۔ مگر امید کا سورج جب چڑھ آتا ہے۔ تو تب اس سے زیادہ مکروہ کوئی چیز نہیں ہوتی۔ پس اٹھو۔ اور اپنے جوشوں کے پانی کو یونہی زمین پر بہنے دینے کی بجائے تبلیغ اسلام کی نہر کے اندر محدود کردو۔ تا ان کا کوئی فائدہ ہو۔ اور ان سے کام لیا جا سکے۔ پانی جب سطح زمین پر بہ جاتا ہے۔ تو اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ لیکن وہی پانی جب نہر کی شکل میں بند کردیا جاتا ہے۔ تو اس سے ہزاروں ایکڑ زمین سیراب کی جا سکتی ہے۔ اور آبشاریں بنا کر اس سے بجلی نکالی جا سکتی ہے۔ پس اے احباب کرام ملک کے جوش کو بیہودہ طور پر ضائع نہ ہونے دو۔ بلکہ اس سے اسلام کی ترقی کے لئے کام لو۔ اور پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کی نصرت کس طرح نازل ہوتی۔ اور اسلام کے جلال کو دنیا پر ظاہر کرتی ہے۔ میری جماعت اس کام کو پہلے سے کر رہی ہے اور اس کام کے لئے آدمی مہیا کر سکتی ہے۔ پس اگر آپ لوگوں میں سے کوئی اسلام کے خیر خواہ ہوں۔ تو اس کام کے لئے بڑھیں۔ کہ اس سے زیادہ متبرک کام اس وقت کوئی نہیں۔ اور یہی سچی اسلامی ہمدردی ہے۔ ورنہ جلسہ کرنا اور ریزولیوشن پاس کرنا کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا ۔

اسلام خدا کا بھیجا ہوا دین ہے اور قرآن اسکے منہ کا کلام ہے۔ پس یہ نہیں ہو سکتا کہ کمزور انسان اسکو مٹا سکے۔ خصوصاً وہ انسان جو ایک کمزور انسان کو خدا مانکر اسکے آگے سجدہ کرتا ہے۔ درحقیقت سب وبال مسلمانوں کے اسلام کو پرے پھینک دینے کا ہے۔ اور افسوس ہے کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ اب بھی وہ اس کی طرف متوجہ نظر نہیں آتے۔ کاش! اب بھی مسلمان اسطرف متوجہ ہوں۔ اور ان انعامات میں شریک ہو جاویں جو خدا تعالیٰ خادمان اسلام کو دینا چاہتا ہے۔ درحقیقت وہ اسی امر کا منتظر ہے کہ کس قدر مسلمان اس خدمت میں شامل ہو کر اس کی رضا کو حاصل کرتے ہیں ورنہ اسلام کی ترقی کا وقت آ چکا ہے۔ اور خواہ ساری دنیا ملکر اسلام کو مٹانا چاہے۔ نہیں مٹا سکتی۔ یہ آخری صدمہ درحقیقت آخری صدمہ ہے۔ اب اسلام کے بڑھنے کے دن شروع ہوتے ہیں۔ اور اب ہم دیکھیں گے۔ کہ مسیحی کیونکر اس کی بڑھتی ہوئی رَو کو روک سکتے ہیں۔ خدا کی غیرت اسکے مامور کے ذریعہ سے ظاہر ہو چکی ہے اور اب سب دنیا دیکھ لیگی۔ کہ آئندہ اسلام مسیحیت کو کھانا شروع کردیگا اور دنیا کا آئندہ مذہب وہی مذہب ہوگا۔ جو اسوقت سب سے کمزور مذہب سمجھا جاتا ہے۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

خاکسار مرزا محمود احمد۔

امام جماعت احمدیہ (قادیان ۳۰ مئی)

دُنیا اسلامی مسائل کے آگے سرِ تسلیم خم کر رہی ہے

(از محمد احمدؐ ساگر چند صاحب بیرسٹرایٹ لاء۔

مفتی محمد صادق کے معاملہ میں مسلمان اخباروں کی نسبت ہندو اخباروں نے زیادہ فراخدلی سے کام لیا۔ جس کیلئے ہم شکرگذار ہیں۔ لیکن لاہور کے اخبار پرکاش نے ایک بات ایسی لکھی۔ جس کا ہم جواب دئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ اسلام کو اپنی تعلیم سے کثرت ازدواج کا مسئلہ نکال دینا چاہیئے۔ برخلاف اسکے انگلستان کا مشہور مصنف والٹر گیلی چن اپنی تازہ کتابوں میں لکھ رہا ہے کہ جنگ کے سبب چونکہ بہت مرد مارے گئے ہیں۔ اور اب انگلستان میں عورتوں کی اسقدر کثرت ہو گئی ہے۔ کہ ان کو مجرد زندگی بسر کرنے پر مجبور کرنا ظلم ہے۔ اور زنا کو عام کر دینا قوم کو غارت کر دیگا۔ اسلامک کثرت ازدواج ہی اس کا ایک اکیلا علاج نظر آتا ہے۔ کیونکہ انگلستان کو تندرست نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ اگر اس کو کسی ایسے ملک (مثلاً جاپان) جہاں کثرت ازدواج کا رواج ہے۔ سے جنگ کی نوبت آئی۔ تو انگلستان کو مشکل پیش آئیگی۔

بات بھی ٹھیک ہے۔ کثرت ازدواجی کے سبب جاپان کی آبادی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اور آسٹریلیا وغیرہ اس کو دیکھ کر کانپتے ہیں۔ آسٹریلیا جیسے بڑے بر اعظم کی آبادی لنڈن کی آبادی سے بھی کم ہے۔ اگر انگلستان کی ایسی عورتیں جن کو اب مجرد رہنا پڑتا ہے کثرت ازدواج کے ماتحت شادی کریں۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں آسٹریلیا انگریزی آبادی سے بھر جائے۔ اور آسٹریلیا کے سفید لوگوں کو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہ رہے۔

ہم "پرکاش" سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ چاہتا ہے کہ انگلستان کی عورتیں نیوگ کیا کریں؟ اب تو یورپ کی قومیں تمام معاملات میں اسلامک شرع اختیار کرتی جاتی ہیں مثلاً روس نے سود لینا یا دینا بند کر دیا۔ امریکہ نے شراب بند کر دی۔ تمام یورپ نے انجیل کی تعلیم کے باوجود (جو کہ طلاق کی اجازت نہیں دیتی) طلاق کو قانوناً جائز قرار دیدیا ہے۔ یورپ کے ملکوں میں پہلے والدین کی جائداد میں سے لڑکیوں کو حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔ چنانچہ انگلستان میں ابھی تک باپ کی تمام جائداد سب سے بڑے بیٹے کو دیجاتی ہے۔ لیکن فرانس نے اب قانون بنایا ہے۔ کہ بیٹے بیٹیوں دونوں کو والدین کی جائداد میں حصہ ملا کرے پہلے انگلستان میں شادی کے بعد بیوی کی تمام جائداد خاوند کی ملکیت ہو جاتی تھی۔ لیکن انگلستان میں حال کے قانون کے مطابق شادی شدہ عورتوں کو بھی جائداد رکھنے کا حق دیدیا گیا ہے۔ پچاس سال ہوئے۔ یورپ میں لوگ نہانے کو نہایت برا سمجھتے تھے۔ چنانچہ فرانس اور سپین اور اٹلی کے لوگ ابھی تک سال میں ایک آدھ دفعہ سے زیادہ نہیں نہاتے۔ بلکہ اکثر فرانسیسیوں نے مجھے بتایا۔ کہ ان کو یاد نہیں کہ وہ کبھی نہائے ہوں۔ لیکن اسلامک تہذیب سے متاثر ہو کر اب انگلستان کی سرکار جگہ جگہ حمام قائم کر رہی ہے۔ اور انگریز لوگ صبح تمام وضو کر لیتے ہیں۔ پہلے یورپ میں مزدوروں اور امیروں میں ذات پات کا بڑا امتیاز تھا۔ لیکن اب دہاں اسلامک برادرانہ سپرٹ پھیل رہی ہے۔ وہ جانور جن کو اسلامک طرز پر ذبح نہیں کیا جاتا۔ ان کے گوشت کے مضرات سے یورپ کے لوگ واقف ہوتے جاتے ہیں۔ امیروں پر خاص ٹیکس لگائے جا رہے ہیں۔ جو کہ زکوٰۃ کے طور پر غریبوں کے فائدے کے لئے استعمال ہونگے۔ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ ہر شخص کا جس میں قابلیت ہو شادی کرنا فرض ہے۔ اس فرض کی طرف متوجہ کرنے کے لئے یورپ میں جو لوگ شادی نہیں کرتے۔ ان پر ٹیکس لگائے جا رہے ہیں۔ روس کا مشہور مصنف میکسم گورکی لکھتا ہے کہ قرآن کے مطابق تمام زمین خدا کی ملکیت ہے۔ پس چند مٹھی بھر نوابوں کو کیا حق ہے۔ کہ وہ تمام زمین پر قبضہ کر بیٹھے ہیں۔ اور غریبوں کو اسپر کاشت کاری کر کے پیٹ نہیں پالنے دیتے۔ انگلستان کا مشہور مصنف ایچ جی ویلز جو کہ جنگ سے پہلے دہریہ خیالات رکھتا تھا اب انگلستان کو اپنی کتابوں میں اسلام کی تعلیم دے رہا ہے۔ جرمنی کا ایک ڈاکٹر سائنس کے تجربوں کے ذریعہ ثابت کر کے دکھاتا ہے۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے۔ کہ کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو مٹی سے دھونا چاہیئے۔ یہ بالکل سائنس کے اصول کے مطابق ہے۔ اسی طرح قرآن شریف فرماتا ہے کہ جانوروں۔ درختوں اور پودوں سب میں اللہ تعالیٰ نے نر اور مادہ پیدا کئے ہیں۔ جس کی تصدیق یورپ کی سائنس بوٹنی نے کر دی ہے۔ جب جرمن کے مشہور شاعر گوئٹے نے قرآن شریف پڑھا۔ تو وہ چلا اٹھا۔ کہ اگر یہی اسلام ہے۔ تو ہم سب مسلم ہیں۔ اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی کی تعریف میں ایک ایسی خوبصورت نظم لکھی۔ جس کو پڑھ کر ہر مسلمان کا دل اچھل پڑتا ہے۔ جب میں نے اپنے انگریز اور فرانسیسی دوستوں کو حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا مجموعہ "Sayings of Muhammad" دکھلایا تو وہ کہنے لگے۔ یہی تو ہم سب اب یقین کرتے ہیں۔ کہ اس شخص (محمدؐ) نے چودہ سو سال ہوئے ہماری آجکل کی ضروریات کو کس طرح معلوم کر لیا۔ اور اس کتاب کی کاپی خرید کر "اس شخص" (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کے گرویدہ ہو گئے۔

میں اس چھوٹے سے آرٹیکل میں کن کن باتوں کا ذکر کروں انشاء اللہ آیندہ کبھی اس بارے میں مفصل ریویو آف ریلیجنز میں لکھوں گا۔ اور اب تو انشاء اللہ بندہ خود جلد تبلیغ اسلام کے لئے ولایت چلا جائیگا۔ بعض احمدی بھائیوں کو لکھا گیا تھا۔ کہ وہ میرے اس مقصد میں کامیابی کے لئے دعائیں کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس دفعہ اسی درد دل سے دعائیں نہیں کیں۔ جیسی کہ وہ پہلے کیا کرتے تھے۔ جب میں ولایت میں تھا۔ ورنہ اب تک کامیابی ضرور ہو گئی ہوتی۔ سب بھائیوں کو سلام

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

قادیان میں عمدہ موقعہ کی سکنی زمین برلب سڑک بھی مل سکتی ہے

میں نے اعلان کر دیا تھا کہ عنقریب بڑی سڑک کے اوپر کے ٹکڑے نکلنے والے ہیں۔ جن کی قیمت پندرہ روپیہ فی مرلہ ہوگی وہ موقعہ تو ابھی نہیں نکلا۔ لیکن ایک اور نہایت عمدہ موقعہ کی زمین نکل آئی ہے۔ یہ زمین محلہ دار الرحمت کے شرق میں بڑی سڑک کے اوپر واقع ہے۔ اور دوسری طرف بھی بورڈنگ ہائی کی سڑک یعنی بابو رحمت اللہ صاحب کے مکان کے سامنے تک پھیلی ہوئی ہے۔ ہندوؤں کا تالاب اس کے جنوب میں ہے۔ یہ زمین قرب کے لحاظ سے بھی اچھی ہے اور موقع بھی نہایت عمدہ ہے۔ قریباً ۲۴ کنال کے ٹکڑے قابل فروخت ہیں۔ قیمت حسب ذیل ہے اندرون محلہ کوچوں کے اوپر کے ٹکڑے فی مرلہ پندرہ روپے کے حساب تین سو روپیہ کنال۔ دار الرحمت کے مقابل بڑی سڑک کے اوپر کے ٹکڑے فی مرلہ ساڑھے سترہ کے حساب سے ساڑھے تین سو روپیہ کنال۔ بورڈنگ ہائی کے سڑک کے اوپر کے ٹکڑے پچیس روپیہ فی مرلہ کے حساب سے پانچ سو روپیہ کنال۔ سڑک کے ٹکڑے عموماً دو کنال اور خاص صورتوں میں ایک کنال سے کم کے رقبہ میں فروخت نہیں ہونگے

محلہ دار الفضل میں بھی زمین موجود ہے۔ قیمت ۱۲/۸ روپیہ فی مرلہ کے حساب سے ڈھائی سو روپیہ فی کنال۔ رعایتی قیمت والے ٹکڑے ختم ہو چکے ہیں۔ محلہ دار الرحمت میں تمام قابل فروخت ٹکڑے ختم ہو چکے ہیں۔ ہاں سٹور کے لکڑ خانہ کے پاس زمین قابل فروخت موجود ہے۔ مگر چونکہ یہ زمین پرانی آبادی کے بالکل قریب بلکہ ساتھ ہے اس لئے اسکی قیمت زیادہ ہے یعنی نسبتاً قریب بعید کے لحاظ سے تیس اور پچیس روپیہ فی مرلہ اور سڑک کے اوپر چالیس اور پینتیس روپیہ فی مرلہ۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں مع زر قیمت بھجوا دیں کیونکر کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ صرف درخواست آئی ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ روپیہ نہیں آیا ہوتا۔ اس لئے ٹکڑا نامزد نہیں کیا جا سکتا۔ اور اتنے میں کوئی اور صاحب قیمت ادا کر کے زمین خرید لیتے ہیں۔

مرزا بشیر احمد - قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲/۳

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نور الدین کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اول کا بنایا ہوا

سرمہ ممیرا اور سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے۔ جس سے لوگ ہزار ہا روپیہ کماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شائع کیا اور خدا کا شکر ہے کہ بہت سے لوگوں نے اس سے نفع اٹھایا اور میں نے بھی نفع اٹھایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

میں اس سرمہ اور ممیرے کو ہمیشہ اسی نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مصدقہ ہے۔ اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضہ کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں۔ یا حفظ ما تقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہوں۔ وہ اس سرمہ کا استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامۃ رضہ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ " برائے امراض چشم بسیار مفید است "

یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال۔ سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیابند اور دیگر امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ ممیرا قسم اول عہ فی تولہ۔ اصلی ممیرا عہ فی تولہ یہ سرمہ جن کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ ان کے لئے بہت مفید مجرب اور مقوی بصر ہے۔ خصوصاً طلباء کے لئے۔

سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا۔ جس کی عبارت یہ ہے۔ " مقوی جمیع اعضاء نافع صرع۔ مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر فساد بلغم و قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ۔ مثانہ سلس البول وسیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت ہمراہ دودھ استعمال کریں۔

قیمت قسم اول عہ فی تولہ

المشتہر

احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان (گمنیداں)

رشتہ کی ضرورت ۳/۲

دو نوجوان تعلیم یافتہ۔ پابند صوم و صلوٰۃ لڑکیوں کے رشتہ کیواسطے جنکی عمر ۱۶ - اور ۱۷ سال ہے۔ دو تعلیم یافتہ برسر روزگار شریف لڑکوں کی ضرورت ہے

۲ - ایک نوجوان شریف انٹرنس تک تعلیم یافتہ احمدی کے لئے جسکی موجودہ تنخواہ تیس روپے ہے اور آئندہ ترقی کا راستہ کھلا ہے ایک شریف پابند صوم و صلوٰۃ لڑکی کے رشتہ کی ضرورت ہے۔ ضروری نہیں۔ کہ تعلیم یافتہ ہو۔

خط و کتابت ع معرفت ایڈیٹر الفضل ہونی چاہیئے

پیتل کے بلا کمانیدار سروتے ۱۲/۴

پانی پت کا سروتہ بوجہ اپنی خوبصورتی کے عرصہ سے مشہور چلا آرہا ہے ان میں دھار کا لوہا نہایت پختہ اور چمکدار لگایا جاتا ہے۔ اور خاص کر اپنی وضع قطع و نقش و نگاری کے لحاظ سے تو شریف گھرانوں کے لئے ایک نہایت ہی عجیب اور کار آمد تحفہ بن گیا ہے زیادہ تعریف لا حاصل ہے خود منگا کر دیکھو۔ اور دل کو دکھاؤ۔ سروتہ نمبر ا عہ سروتہ نمبر ۲ عہ سروتی نمبر ا عہ۔ سروتی نمبر ۲ - ۱۲ ار - محصولڈاک الگ -

المشتہر:- شیخ محمد محی الدین منیجر سروتہ فیکٹری شہر پانی پت

لوئر مڈل سکول کی ہیڈ ماسٹری کے لئے ضرورت ۲/۴

بی اے فیل۔ ایف اے پاس۔ انٹرنس پاس تجربہ کار استاد یا محض انٹرنس پاس قابل احمدی اصحاب لوئر مڈل سکولوں کی ہیڈ ماسٹری کے لئے ناظر تعلیم و تربیت کی خدمت میں مع اسناد درخواستیں ارسال کریں۔ بے اے وی بھی درخواستیں بھیجیں۔ تنخواہ معقول دیا جائیگی

المشتہر:- ناظر تعلیم و تربیت قادیان

لاہور میں احمدی دوا خانہ ۲/۱۱

جس کا نام

حضرت خلیفۃ المسیح نے رفیق مریضان رکھا ہے۔ جسمیں ہر قسم کے انگریزی نسخہ جات تیار کیے جاتے ہیں۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا ملتمس ہوں کہ اگر کسی بھائی کو انگریزی نسخہ یا دوائی کی ضرورت ہو تو میری معرفت طلب فرمادیں۔ باہر کے آرڈر بھی سپلائی کئے جاتے ہیں۔

عبد الجلیل رفیق مریضان میڈیکل ہال اندرون موچی دروازہ لاہور

رعایت کا آخری اعلان

یہ اعلان پہلے بھی ایک مرتبہ ہو چکا ہے۔ اب دوبارہ اور آخری مرتبہ بطور یاد دہانی کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل رعایت

صرف ان درخواستوں کیلئے ہوگی۔ جو عید الفطر تک کی تاریخوں کی لکھی ہوئی ہونگی۔ بعدہٗ رعایت موقوف ہوگی۔ درخواست چار روپیہ سے کم نہ ہو۔

نصف قیمت پر

در مکنون:۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان فارسی نظموں کا مجموعہ جو قبل از دعویٰ فرمائی گئیں ... ... قیمت ۴؍

بحر العرفان۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین لطیف تقریریں قبولیت دعا پر ... ... قیمت ۶؍

پیغام امام۔ لدھیانہ کا تبلیغی لیکچر از حضرت مسیح موعود ۳؍

خطبہ عید الفطر۔ سورۃ والناس کی لطیف تفسیر از حضرت مسیح موعود علیہ السلام ... ... ۲؍

رہنمائے خاتون:۔ عورتوں کو دلچسپ وعظ کیا گیا ہے۔ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام ... ... ۲؍

۵ قطعات رنگین۔ اشعار حضرت مسیح موعود ؑ ہر ایک ۱؍

اکیلے وقت کی دعا:۔ حضرت مسیح موعود ؑ ہر ایک ۱؍

اٹھے ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۱؍

اسلامی اصول کی فلاسفی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشہور معروف لیکچر جلسہ مہوتسو ... ... ۱۰؍

النبوۃ فی القرآن:۔ مولوی محمد علی صاحب کی کتاب النبوۃ فی الاسلام کا زبردست اور مدلل جواب

چشمہ توحید:۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا لیکچر سالانہ ۱۹۰۶ء شرک کی تردید میں لطیف بیان ہے ... ... ۲؍

ٹریکٹ صداقت اسلام:۔ لیکھرام کے مباہلہ کا ذکر کر کے اس کی تصویر لاش دیکر صداقت اسلام ثابت کی گئی ہے ۱؍

پانچ گگے۔ مصنفہ میر محمد اسحٰق صاحب۔ بابا نانک کے مسلمان ہونے پر پانچ زبردست دلائل ... ... ۰؍

دس ہزار کا چیلنج۔ سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کی طرف سے امام وقت پیش کرنے کے لئے دس ہزار روپیہ کا انعام پیش کیا گیا ہے۔ اور سلیس اور عمدہ پیرایہ میں تبلیغ احمدیت کی گئی ہے ... ۳؍

انگریزی اعلان۔ تبلیغی ٹریکٹ ہے ... ... ۱؍

دس انمول موتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دس نکات معرفت کا مجموعہ ... ...

سرمہ چشم آریہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پرانی مشہور و معروف کتاب ۱۲؍

پارہ اول بلا ترجمہ۔ یسرنا القرآن کی طرز پر چھوٹی تقطیع ۱؍

تین چوتھائی قیمت پر

کلام محمود:۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی نظموں کا مجموعہ جو اول میں چھوٹی تقطیع پر خوبصورت کر کے چھپوایا گیا ہے۔ مجلد ۱۰؍

لیکچر سیالکوٹ:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تبلیغی لیکچر ۲؍

آخری لیکچر لاہور ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۱؍

دافع البلاء ؍؍ ؍؍ ؍؍ طاعون کے متعلق ۱؍

احمدی حمائل شریف مترجم:۔ اس کی تھوڑی تعداد باقی رہ گئی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے اسکے متعلق احباب کو خاص تاکیدی سفارش فرمائی ہے کہ اس مفید اور کار آمد نعمت عظمیٰ کو ہر ایک احمدی ذی استطاعت خرید کر سعادت دارین حاصل کرے۔ قیمت مجلد چار روپے۔ مجلد للعہ۔

براہین العقائد:۔ سات ارکان اسلام یعنی ہستی باری تعالیٰ فرشتے۔ قرآن کریم۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ قیامت اور تقدیر وغیرہ پر مبسوط دلائل جمع کئے گئے ہیں ... ... ۸؍

معارف القرآن۔ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کا درس جو رمضان میں دس پاروں کا ہوا تھا۔ اسکے نوٹ جمع کئے گئے ہیں ۸؍

دس فیصدی کمیشن پر

براہین احمدیہ:۔ ہر چہار حصہ از حضرت مسیح موعود ؑ ۵؍

الحق دہلی:۔ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۸؍

جنگ مقدس:۔ مباحثہ ڈپٹی آتھم سے ۸؍

دلائل ہستی باری تعالیٰ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ۱؍

خدمات گورنمنٹ انگریزی رسالہ ۲؍

سلسلہ احمدیہ کی کل کتب پتہ ذیل سے مل سکتی ہیں

احمدیہ کتاب گھر قادیان

ممالکِ غیر کی خبریں

مصطفیٰ کمال کا ارقیہ پر قبضہ

مصطفیٰ کمال نے جس نے موجودہ حکومت ٹرکی سے علیحدہ ہو کر شاہی خاندان کے ایک شہزادہ کو نائب سلطان المعظم بنایا ہے۔ حال میں دولت عثمانیہ کی سپاہ کو سخت شکست دی ہے۔ اور اسمد ریلوے کے ایک اہم جنکشن ارقیہ پر قبضہ کر لیا ہے۔

ٹرکی کی شرائط صلح کی میعاد میں اضافہ

پیرس میں صلح کے ترکی وفد نے یہ مطالبہ کیا تھا۔ کہ شرائط صلح کی میعاد ۱۱ جولائی تک بڑھا دی جائے۔

آیندہ جنگ کا امکان

سین ریمو کانفرنس میں اٹلی کا جو قائم مقام شریک ہوا تھا۔ اس نے حالات سے اندازہ لگا کر یہ بیان کیا ہے۔ کہ ایشیاء کوچک میں ایک اور جنگ ہوگی۔ اور اٹلی اس سے علیحدہ رہیگا

لندن میں علم معیشت کا نیا مدرسہ

ملک معظم نے ۲۸ مئی لنڈن یونیورسٹی کے جدید مدرسہ علم المعیشت کا سنگ بنیاد نصب فرمایا ہے۔ افسوس ہے۔ ہندوستان میں جہاں بہت سخت ضرورت ہے۔ اس علم کی طرف تا حال کوئی خاص توجہ نہیں کی گئی ۔

جرمنی کے وزیر خارجہ کا بیان تاوان جنگ کے متعلق

جرمنی کے وزیر خارجہ [illegible] نے ایک ملاقات میں بیان کیا کہ جرمنی سے تاوان جنگ میں جس رقم کے وصول کئے جانے کا ارادہ کیا گیا ہے وہ بالکل ناممکنات اور دیوانہ پن پر مبنی ہے۔

سردار نصر اللہ خان کی وفات

امیر حبیب اللہ خان سابق والئے کابل کے بھائی سردار نصر اللہ کے مرنے کی خبر شایع ہوئی ہے۔

۱۰ فٹ لمبا اشتہار

امریکہ میں جاپانیوں کے خلاف ایک جلسہ ہوا۔ جلسہ گاہ کے دروازہ پر ایک ۱۰ فٹ لمبا اشتہار لگا تھا جس پر لکھا تھا۔ کوئی جاپانی داخل نہیں ہو سکتا ۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ امریکہ میں اشتہاروں کو

موثر اور دلکش بنانے کی کس طرح کوشش کی جاتی ہے ۔

جنرل ڈائر کی اپنی بریت کے لئے کوشش

جنرل ڈائر جس نے سال گذشتہ کی شورش کے ایام میں امرتسر میں ایک بہت بڑے مجمع پر گولیاں چلائی تھیں۔ اس کو ہنٹر کمیٹی کی تحقیقات کے ماتحت یہ سزا دیگئی ہے۔ کہ ہندوستانی فوج میں اسکو کوئی عہدہ نہیں دیا جائیگا۔ معلوم ہوا ہے۔ وہ انگلستان کے قانون دان اصحاب سے مشورہ کر کے ہنٹر کمیٹی کی رپورٹ کے جواب میں عدالتی کارروائی کرنیوالا ہے۔

ایرانی جنگی خانے انگریزوں کے ہاتھ میں

کابلی اخبار امان مظہر ہے کہ ایران نے انگریزوں سے جو قرضہ طلب کیا ہے۔ اس کے صلہ میں جنگی کے اختیارات انگریزوں کے سپرد کر دئے ہیں ۔

ہندوستان کی خبریں

الہ آباد کا جلسہ خلافت

الہ آباد کی ۲ جون کی اطلاع مظہر ہے کہ شب گذشتہ ترکی معاہدہ کے خلاف احتجاج کے طریق عمل کے متعلق سحری تک مباحثہ رہا۔ عدم تعاون کی تائید اور مخالفت میں سخت اختلاف رائے ہوا۔ پُر جوش اور غصہ سے بھری ہوئی تقریریں کی گئیں ۔ لیکن کچھ فیصلہ نہ ہوا

ریاست چین اور مسئلہ خلافت

مسئلہ خلافت کے متعلق چین کے مسلمانوں میں عدم اتحاد کی تجویز پر سخت اختلاف ہے ۔

مسٹر گاندھی کی مخالفت

آنریبل مسٹر سری نواس شاستری نے اپنے ایک مضمون میں جو اخبار سرونٹس آف انڈیا میں چھپا ہے۔ مسٹر گاندھی کی سکیم ترک اتحاد عمل (یعنی مسلمان گورنمنٹ کی ملازمتیں وغیرہ چھوڑ دیں) کو نامناسب اور قابل اعتراض ٹھہرایا ہے۔

بنارس میں کانگریس کمیٹی

۵ مئی کو کانگریس کمیٹی کا جلسہ بنارس میں پانچ گھنٹے بند کمرہ میں ہوتا رہا۔ مفصل حالات کا پتہ نہیں چلا۔ البتہ یہ خبر مشہور ہے کہ کمیٹی نے جنرل ڈائر اور سر مائیکل اوڈوائر پر مقدمہ چلانے کا مطالبہ کیا ہے

اور یہ بھی طے ہوا کہ آیندہ ماہ اگست میں ایک خاص اجلاس کلکتہ میں منعقد ہوگا

ہنٹر کمیٹی کے ہندوستانی اور انگریز ممبروں کی ناچاقی

کلکتہ کے مشہور اخبار کیپٹل کا نامہ نگار اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ ہنٹر کمیٹی کے ہندوستانی اور یورپین ممبروں میں اختلاف رائے اس حد تک بڑھ گیا تھا کہ کمیٹی کی کارروائی کے آخری ایام میں دونوں فریق میں صاحب سلامت بھی ترک ہوگئی تھی

جلیانوالہ باغ خرید لیا گیا

امرتسر کا جلیانوالہ باغ مقتولین کی یادگار بنانے کے لئے خرید لیا گیا اسکے لئے جسقدر نقد چندہ وصول ہوا۔ اسکی میزان پانچ لاکھ بیالیس ہزار سات سو چوبیس روپے ہے ۔

ایک تاریخی عمارت کا انہدام

کلکتہ کی خبر ہے کہ ایک تاریخی عمارت جو نواب سراج الدولہ کی حرم سرا تھی اور جو پولیس کی عدالت کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ منہدم کر کے اس کی جگہ نئی پولیس کی عدالت تعمیر ہوگی۔

پنچ ذاتوں سے انسانیت کا سلوک

کالی کٹ کی خبر ہے کہ اس علاقہ کے ٹھیا فرقہ کی تعداد کئی لاکھ ہے کے مذہبی پیشواؤں نے اچھوت ذاتوں کو مندروں میں آنے کی اجازت دیدی ہے۔ خوشی کی بات ہے۔ کہ وہ حقوق جو اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پہلے بنی نوع انسان کو دئے۔ وہ دیگر مذاہب میں اب دینے کا خیال پیدا ہو رہا ہے ۔

بجلی سے ہلاکت

۲۸ مئی کی شب کو کراچی میں برق و رعد کا طوفان آیا جس میں ایک قریب کے گاؤں کی ایک جھونپڑی پر بجلی گری جھونپڑی میں تین مرد۔ دو عورتیں اور ایک لڑکا تھا جن میں سے ایک مرد اور ایک لڑکا فوراً مر گئے ۔

ہندوستان میں بے تار برقی کا انتظام

صاحب ڈائرکٹر جنرل محکمہ تار و ڈاک نے ایوان تجارت بمبئی کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہندوستان میں بے تار برقی نظام کے افتتاح و قیام کا مسئلہ عنقریب طے ہو جائیگا۔

کلکتہ میں مچھلی کی درآمد

۱۹۲۰ء کے ۱۳ مارچ تک ایک سال میں ۲۱۳۰۰ من مچھلیاں مختلف علاقوں سے کلکتہ لائی گئیں ۔

ڈاکخانوں کی بین الاقوامی کانگریس

یکم اکتوبر کو میڈرڈ پایہ تخت ہسپانیہ میں ایک کانگریس منعقد ہوگی جسمیں گورنمنٹ ہند کے نمائندے ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہونگے ۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مسائل صدقۃ الفطر

روزہ کی حکمت روزہ کی بیشمار حکمتوں میں سے ایک حکمت اور لاتعداد فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے۔ کہ امراء اور متوسط طبقہ کے لوگوں کو دن بھر بھوکا اور پیاسا رہنے سے خصوصاً موسم گرما میں یہ اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہماری قوم کے غرباء کو بھوک اور پیاس اور قلت معاش کی وجہ سے کسقدر تکلیف کا سامنا رہتا ہوگا۔ خوشحال لوگ ایک مہینہ کی تکلیف سے بدحال بھائیوں کے بارہ مہینہ کی حالت کا احساس کر سکتے ہیں۔ اس احساس کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ وہ اپنے مال اور دولت سے غرباء کی تکالیف دور کرنیکی طرف طبعاً مائل ہونگے اور اس طرح پر اسلامی سوسائیٹی کے مفلوک الحال افراد کی حالت بہتر ہو جائیگی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک مہینہ میں صدقہ و خیرات کی بہت ترغیب تحریص دی ہے۔ اور خود آپ اس کا عملی نمونہ تھے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں لکھا ہے۔ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَیْرِ وَکَانَ اَجْوَدُ مَا یَکُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ یعنی یوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ لیکن رمضان میں اور دنوں سے زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ پس شارع علیہ السلام کا رمضان میں خصوصیت سے صدقہ و خیرات کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ روزہ کے اغراض میں صدقہ و خیرات بھی داخل ہیں ۔

صدقۃ الفطر اس دلیل سے بڑھکر ایک اور دلیل صدقۃ الفطر ہے جسکے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ روزہ کے نتیجہ میں ہے۔ کیونکہ فطر روزہ چھوڑنے کو کہتے ہیں پس صدقۃ الفطر کے یہ معنی ہوئے۔ کہ روزہ کی ریاضت ایک ماہ تک ہم پوری کر چکے اور بھوک و پیاس وغیرہ کی مشقت ہم محض خدا کیلئے سہہ چکے۔ تو اب اس کے چھوڑنے کی اجازت ہے اور بھوکا پیاسا رہنے سے فراغت حاصل ہے۔ اسکے شکریہ میں ہمنے غرباء کو صدقہ دیا۔ کہ الٰہی تو نے ہمیں بھوک سے بچایا۔ ہم صدقہ دیکر تیری مخلوق کو بچاتے ہیں۔ پس صدقۃ الفطر کا وجود ایک زبردست دلیل ہے اس بات پر کہ روزہ میں بھوکے رہنے کا مقصد عظیم یہ ہے کہ انسان کو بھوکے بھائی کی تکلیف کا احساس ہو۔ کیونکہ جب تک انسان پر خود کوئی تکلیف وارد نہ ہو وہ کبھی کما حقہٗ اسکا احساس و تصور نہیں کر سکتا۔ اسلئے صحیح احساس اور سچا تصور پیدا کرکے غرباء کی مشکل آسان کرنیکی ترغیب دی گئی ہے۔ اس بات کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ صدقۃ الفطر کو رمضان کے دوران میں فرض نہیں کیا گیا۔ بلکہ شریعت نے اسکے لئے اصل روز یکم شوال مقرر کیا ہے۔ جسمیں یہ لطیفہ مخفی ہے کہ ایک مسلم رمضان میں تیس یا انتیس دن تک روزہ رکھکر یکم شوال کو غرباء کو صدقہ دیکر بتاتا ہے۔ کہ یہ جو میں نے پچھلا سارا مہینہ بھوکا و پیاسا رہکر گذارا ہے۔ اس سے مجھے یہ فائدہ ہوا ہے۔ کہ میں نے اپنے غریب بھائیوں کی بھوک و پیاس کا اندازہ کر لیا ہے۔ اور میں نے سمجھ لیا ہے۔ کہ شریعت نے مجھے بھوکا رکھکر یہ سبق دیا ہے کہ تیری قوم کے بھوکے مفلوک الحال لوگ ایسی ہی مشقت روز و شب برداشت کرتے ہیں اس لئے انکی حالت کا احساس کر کے انکی تکلیف دور کرنیکی کوشش کر۔ چونکہ میں نے روزہ کے اس مقصد کو پا لیا ہے۔ اسلئے میں رمضان کے ختم ہوتے ہی یکم شوال کو اس مشن کی سرانجام دینے میں مشغول ہو گیا ہوں اور اپنی بلکہ دودھ پیتے بچے کی طرف سے بھی غرباء کو کھانے کے لئے غلہ دینے کو تیار ہوں ۔

غرض شریعت کا رمضان کے ختم ہوتے ہی صدقہ مقرر کرنا صریح اشارہ ہے۔ کہ رمضان میں بھوکا رہنے سے ایک بڑی غرض یہ بھی ہے۔ کہ تم بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ پس وہ لوگ جو روزہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ بتائیں کہ کیا سوسائٹی کے تمام افراد مالی حالت میں برابر ہوا کرتے ہیں۔ اور کیا ہر خوشحال کو بدحال کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔ اور کیا یہ احساس پیدا کرنا معیوب ہے۔ اور کیا اس احساس کے نتیجہ میں وہ عملی کوشش نہ کرینگے۔ اور کیا روزہ کی بھوک پیاس ایسا احساس پیدا کرنیکے لئے کافی نہیں؟

جب ان باتوں کا جواب اثبات میں ہے۔ تو پھر اسلامی روزہ پر معترض ہونا کیا معنی؟ رمضان کے بعد سب سے پہلا دن یکم شوال ہے۔ اسمیں شریعت غرّا نے ہر ایک انسان پر ایک صدقہ مقرر کیا ہے۔ جو عموماً غلہ کی صورت میں دیا جاتا ہے۔ جسکے یہ معنی ہیں کہ رمضان میں غرباء کی جس تکلیف کا تمہیں احساس کرایا گیا ہے۔ اب رمضان کے ختم ہوتے ہی اس احساس کے مطابق غرباء کی تکالیف دور کرنیکی کوشش کرو ۔

صدقۃ الفطر فرض ہے یہ صدقہ معمولی طور پر مقرر نہیں۔ بلکہ فرض ہے۔ اور جس طرح باقی فرائض کا تارک گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے اسی طرح اس فریضہ کا تارک بھی سخت گنہگار ہے۔ بخاری و مسلم اور باقی احادیث کی صحیح کتابوں میں سینکڑوں حدیثیں اسکے فرض ہونے پر شاہد ناطق ہیں۔ بخاری میں لکھا ہے۔ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ عَلَی الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی وَالصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی فرض کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر ہر مسلمان پر۔ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت بڑا ہو یا چھوٹا اس حدیث سے صریحاً ظاہر ہوا کہ صدقۃ الفطر ہر مسلمان پر فرض ہے ۔

صدقۃ الفطر کی مقدار اب اس صدقہ کی مقدار کے متعلق احادیث کے وہ مقام

پیش کرتا ہوں :-

۱- فَرَضَ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ- یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کی شرح ایک صاع کھجور- یا ایک صاع جَو مقرر فرمائی ؛

۲- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ یَقُوْلُ کُنَّا نُخْرِجُ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِیْبٍ یعنی ابوسعید فرماتے ہیں- کہ ہم رسول کریمؐ کے عہد سعادت عہد میں صدقۃ الفطر غلہ کھجور پنیر- منقیٰ اور جَو کا ایک ایک صاع دیا کرتے تھے ؛

پس حدیث سے ثابت ہوتا ہے- کہ تمام قسم کے غلوں اور پنیر اور کھجور اور منقیٰ میں سے ہر چیز کا ایک ایک صاع فی کس فرض ہے- یعنی اگر گھر میں پانچ آدمی ہیں- تو پانچ صاع اللہ کی راہ میں دینے چاہئیں ؛

گندم کے صدقہ میں صحابہؓ کا اختلاف اور اس کی وجہ

گندم کے متعلق خود صحابہؓ میں اختلاف ہے بعض کا یہ مذہب ہے- کہ اس کا نصف صاع بھی کافی ہے لیکن دوسرے صحابہؓ اس پر قایم ہیں- کہ نہیں اسکا بھی پورا صاع فرض ہے- اس اختلاف کی یہ وجہ ہے- کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عرب کی عام غذا جَو تھے- گندم نہایت ہی کم تھی- جیسا ہندوستان کے غریب طبقہ میں پلاؤ ایسی غذا ہے جو سال میں ایک آدھ دفعہ ہی مل سکتی ہے- اسی طرح عرب میں گندم بمنزلہ پلاؤ کے تھی- اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہؓ صدقۃ الفطر عموماً جَو یا کھجور سے دیا کرتے تھے- گندم کوئی نہیں دیتا تھا- لیکن بعد زمانہ نبوی جب فتوحات کا دروازہ کھل گیا- اور ملک شام جہاں گندم عموماً پیدا ہوتی ہے- فتح ہوگیا اور آہستہ آہستہ راستہ کی سہولتیں مہیا ہوگئیں تو وہاں کی گندم عرب میں آگئی- اور صحابہؓ کے گھروں میں استعمال ہونے لگی اور اب عید الفطر کے روز بعض صحابہؓ نے جو بجائے جَو کے گندم کھاتے تھے- گندم دینی شروع کی لیکن وہ جَو سے بہرحال مہنگی تھی- کیونکہ جَو ملک عرب میں پیدا ہوتے تھے- اور گندم ملک شام سے آتی تھی- اس پر بعض صحابہؓ نے قیاس کیا- کہ چونکہ یہ گندم قیمت کے لحاظ سے بہ نسبت جَو کے دوگنی قیمت رکھتی ہے- اسلئے اسکا نصف صاع برابر ہے جَو کے ایک صاع کے- لیکن حق یہ ہے- کہ یہ استدلال درست نہیں- کیونکہ شرع نے قیمت کو معیار ہی مقرر نہیں کیا- ورنہ ہندوستان میں ایک پاؤ منقیٰ کی اتنی قیمت ہے- جتنی گندم کے ایک صاع کی- تو اس استدلال کی رو سے بجائے ایک صاع کے ایک پاؤ منقیٰ دینا کافی ہوگا- حالانکہ اسے کوئی تسلیم نہیں کرتا- اسی طرح ولایت سے ڈبوں میں بند ہو کر پنیر آیا کرتا ہے جسکی ایک چھٹانک کی قیمت گندم کے ایک صاع کی قیمت سے زیادہ ہے- مگر کوئی فقیہ یہ جائز نہ رکھیگا- کہ ولایتی پنیر صرف ایک چھٹانک ادا کرنا کافی ہے- اسکے علاوہ ایک اور دلیل اس بات کی کہ قیمت کوئی معیار نہیں- یہ بھی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جَو- پنیر- منقیٰ کھجور سب کا ایک ایک صاع مقرر کیا ہے- حالانکہ عقل تسلیم نہیں کرتی کہ ملک عرب میں ان چاروں چیزوں کا ایک ہی نرخ ہو- پس جب باوجود ان اشیاء کے کم و بیش نرخ ہونیکے برابر برابر وزن مقرر کیا ہے- تو صاف ظاہر ہے کہ قیمت کا معیار مد نظر نہیں- لیکن اگر قیمت ہی کو بطور تنزل معیار مان لیا جاوے- تو بھی ہمیں گندم کا پورا صاع ہی صدقہ دینا چاہیئے- کیونکہ جس طرح عرب میں گندم پیدا نہ ہونے اور ملک شام سے آنیکی وجہ سے کھجور اور جَو کی نسبت مہنگی تھی- اور یہ استدلال کیا گیا تھا- کہ اس کا نصف صاع ہی کافی ہے- اسی طرح ہم استدلال کرتے ہیں کہ ہندوستان میں گندم کے بکثرت پیدا ہونے اور بہ نسبت کھجور و منقیٰ و پنیر کے سستا ہونیکی وجہ سے اس کا ایک صاع برابر ہے- کھجور کے نصف صاع کے- پس اسکا ایک صاع ہی دینا چاہیئے- غرض مہنگا اور سستا ہونا شرع میں کوئی تفاوت پیدا نہیں کرتا میری اس تحریر سے یہ نہ سمجھا جاوے- کہ نصف صاع دینے والے صحابہؓ کے پاس صرف یہی استدلال ہے- بلکہ واقعہ یہ ہے- کہ بعض احادیث بھی ایسی ہیں جن سے مترشح ہوتا ہے- کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی گندم کے نصف صاع کی اجازت دی ہے- لیکن بخاری و مسلم کی حدیثیں اسی طرف گئی ہیں- کہ طعام (غلہ) خواہ کوئی بھی ہو ایک صاع دینا چاہیئے- بہرحال ہمارے لئے دونو راہیں کھلی ہیں- اگر ہم گندم کا نصف صاع دیویں تو ہمارے لئے بعض صحابہؓ کی سند ہے- اور اگر صاع دیں- تو نص صریح حدیث کی اسکو درست بتاتی ہے- اور احتیاط بھی اسی میں ہے کہ پورا صاع دیا جاوے ؛

صاع کی تحقیق

اب صاع کی تحقیق بیان کرتا ہوں- صاع ایک پیمانہ ہے جسکی مقدار میں اختلاف ہے- وجہ یہ کہ صاع کئی ہیں- مثلاً حجازی عراقی- وغیرہ وغیرہ- لیکن ہمارے لئے آسان راہ ہے- شریعت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی- اور محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجاز کے شہر مدینہ میں رہتے تھے- پس وہی پیمانہ معتبر ہوگا- جو مدنی ہے- کیونکہ شارع علیہ السلام نے جب کسی پیمانہ کا نام لیا- تو اس سے وہی پیمانہ مراد ہو سکتا ہے- جو اس شہر کے عرف میں سمجھا جاتا ہے- سو صاع بھی وہی شریعت نے مراد لیا ہے- جو مدینہ میں استعمال ہوتا تھا- اب ہم مدنی صاع کی تحقیق کرتے ہیں- صاع ایک پیمانہ ہے- جو برابر ہے چار مد کے اور مد ایک پیمانہ ہے- جو غلہ ناپنے کے کام آتا ہے- یہ پیمانہ زمانہ نبوی سے اب تک مدینہ شریف میں استعمال ہوتا ہے- چنانچہ یہاں قادیان میں میرے پاس ایک مد ہے- جسمیں ہم نے گندم ڈالکر پھر اسے ترازو میں تولا ہے- تو ۱۲ چھٹانک اسکا وزن نکلا ہے- پس جب ایک مد میں ۱۲ چھٹانک گندم پڑی تو چار مد یعنی ایک صاع میں تین سیر ہوئی- اسلئے جو شخص ایک صاع دینا چاہتا ہے- اُسے تین سیر گندم فی کس دینی چاہیئے- لیکن جو شخص زیادہ آسانی چاہتا ہے- وہ نصف صاع یعنی ڈیڑھ سیر گندم دے سکتا ہے- آئندہ احباب یہ حساب یاد رکھیں ؛

کس حیثیت کے آدمی پر صدقۃ الفطر فرض ہے

اس صدقہ کے متعلق یہ بھی حدیث کی شرح کرنیوالوں نے سوال اٹھایا ہے- کہ یہ کس حیثیت کے آدمی پر فرض ہے صحیح جواب یہی ہے- کہ یہ غریب و امیر سب پر فرض ہے پس ایک ایسا شخص کہ جسکے گھر میں صدقۃ الفطر دیکر اس روز کے کھانیکو باقی ہو اسے

بھی ادا کرنا چاہیئے۔ بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ایک غریب کو کسی نے صدقۃ الفطر دیا۔ اس نے وہی اپنی طرف سے کسی دوسرے غریب کو دیدیا۔ غرض اسکے لئے کوئی نصاب یا حیثیت مقرر نہیں۔ یہ صدقہ ہر شخص کو اپنی طرف سے اور تمام ان لوگوں کی طرف سے ادا کرنا چاہیئے جن کا گذارہ اسکے ذمہ ہے۔ مثلاً بیوی بچے۔ لونڈی غلام۔ غریب والدین غرض ہر شخص جنکا یہ متکفل ہے۔ اور سرپرست ہے۔ اور وہ خود نہیں دے سکتے۔ انکی طرف سے یہ ادا کرے۔ اس صدقہ کی مقدار میں کمی وبیشی نہیں۔ دودھ پیتے بچے اور تیس سالہ جوان اور اسی سالہ بوڑھے کیلئے ایک ہی مقدار ہے ؎

غلّہ کے عوض نقدی بھی دیجا سکتی ہے

اس صدقہ کیلئے یہ ضروری نہیں۔ کہ صرف غلّہ۔ کھجور۔ منقیٰ۔ پنیر ہی کی صورت میں غرباء کو دیا جاوے۔ بلکہ یہ بھی جائز ہے۔ کہ ان اشیاء کی قیمت مقرر کر کے نقدی کی صورت میں یہ صدقہ دیا جاوے۔ چنانچہ فقہائے امت اور علمائے ملت اسلامیہ نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ لیکن انکے فتوے کی بھی ضرورت نہیں۔ ہمارے ہاتھ میں زمانہ نبوی کا تعامل موجود ہے۔ چنانچہ بخاری میں لکھا ہے۔ قَالَ مُعَاذٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لِاَھْلِ الْیَمَنِ اِئْتُوْنِیْ بِعَرْضٍ ثِیَابٍ خَمِیْصٍ اَوْ لَبِیْسٍ فِی الصَّدَقَۃِ مَکَانَ الشَّعِیْرِ وَالذُّرَۃِ اَھْوَنُ عَلَیْکُمْ وَخَیْرٌ لِاَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَۃِ۔ یعنی معاذ رضی اللہ عنہ نے جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے علاقہ میں زکوٰۃ وصول کرنیکے لئے بھیجا تھا۔ وہاں جاکر لوگوں سے کہا کہ تم جَو اور مکی کے عوض چادریں اور پہننے کے کپڑے دیدو۔ کیونکہ اسمیں تمہارے لئے آسانی اور مدینہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غریب اصحاب ہیں۔ انکے لئے بہ نسبت غلہ کے کپڑے زیادہ ضروری ہیں۔ اب دیکھو زکوٰۃ غلہ کی لیجاتی ہے۔ اور وصول کپڑے کئے جاتے ہیں یہ تعامل دلیل ہے اس بات کی کہ صدقۃ الفطر میں بھی نقدی لیجا سکتی ہے ؎

صدقۃ الفطر کس حساب سے دیا جاوے

(۱) جَو۔ مکی۔ کھجور۔ منقیٰ۔ پنیر کا گندم کے سوا ایک ایک صاع دیا جاوے
(۲) گندم کا بہتر اور راجح یہی طریق ہے کہ ایک صاع دیا جاوے ورنہ نصف صاع بھی جائز ہے
(۳) اگر نقدی دینا چاہتا ہے۔ تو اتنی دیوے۔ جتنی کہ ایک صاع گندم کی یا نصف صاع گندم کی قیمت ہو۔ اور چونکہ پنجاب میں نیا نیا غلہ نکلا ہے اسوقت عموماً زیادہ سے زیادہ ۸ اثار پختہ گندم ایک روپیہ کی آتی ہے۔ اسلئے جو شخص ایک صاع دینا چاہے۔ وہ تین سیر کی قیمت ۶؍ فی کس دے۔ اور جو نصف صاع دینا چاہتا ہے۔ وہ ۱½ سیر کی قیمت ۳؍ فی کس دے۔ یہ بخوبی ذہن نشین رہے کہ ۶؍ یا ۳؍ صرف اس صورت میں ہیں۔ جبکہ غلّہ کا بھاؤ ۸ اثار فی روپیہ ہو۔ لیکن اگر کسی جگہ اس سے مہنگا بھاؤ ہو۔ تو اسی قدر رقم بھی زیادہ دینی چاہیئے۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بلکہ غلّہ مقرر ہے۔ ہاں اس غلّہ کے عوض اسکی قیمت دے سکتا ہے۔ ۶؍ یا ۳؍ تو صرف پنجاب کا عام بھاؤ ۸ اثار فی روپیہ دیکھ کر ہم نے اندازہ کیا ہے۔ اور وہ بھی اسوقت تک جب تک یہ بھاؤ ہے ؎

صدقۃ الفطر کب ادا کرنا چاہیئے

اس صدقہ کی ادائیگی کی تاریخ بھی معلوم کرنے کے قابل ہے بخاری میں لکھا ہے۔ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِزَکٰوۃِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَی الصَّلٰوۃِ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم تھا۔ کہ صدقۃ الفطر نماز عید سے پہلے پہلے ادا کیا جاوے۔ اس حدیث سے اتنا ثابت ہوا۔ کہ عید کی نماز سے بہرحال پہلے ادا کرنا چاہیئے۔ دیر نہیں ہونی چاہیئے لیکن یہ سوال کہ عید کی نماز سے کسقدر عرصہ پہلے ادا کر سکتا ہے۔ اسکے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ انکی بحثوں کا ماحصل یہ ہے۔ کہ یہ صدقہ فرض تو عید کے روز ہی ہوتا ہے مثلاً ایک شخص عید سے ایک روز پیشتر رمضان کی آخری تاریخ فوت ہو گیا۔ تو اس پر یہ فرض ہی نہیں ہوا تھا۔ بلکہ فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ عید کا روز اس پر آوے۔ لیکن ادا عید سے کچھ روز پیشتر بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ بخاری میں لکھا ہے وَکَانُوْا یُعْطُوْنَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِیَوْمٍ اَوْ یَوْمَیْنِ۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صدقۃ الفطر عید سے ایک دو روز پیشتر ادا کر دیا کرتے تھے۔ اور واقعہ میں ایسا ہی چاہیئے کیونکہ اگر عین عید کی نماز سے پہلے دیا تو غرباء اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے پہلے دینے میں یہ خوبی ہے۔ کہ جس غریب کو دیا جاوے۔ وہ عید کیلئے اپنی بیوی بچوں کے کھانے اور کپڑوں کا بندوبست کر سکیگا۔ بہت سے علماء کہتے ہیں کہ رمضان کے دوران میں ہر وقت ادا کر سکتا ہے۔ پس جو شخص عید سے پیشتر ادا کرے اس پر سے فرض ساقط ہو گیا۔ لیکن جسنے عید سے پہلے ادا نہ کیا اس پر فرض ہے۔ کہ عید کی نماز سے پیشتر پہلے غرباء کو دیدے۔ خلاصہ یہ کہ انتہائی وقت نماز عید سے قبل ہے۔ اور ابتدائی وقت رمضان کا کوئی سا دن جس شخص نے عید کے روز نماز سے پہلے منی آرڈر کر دیا گو وہ منی آرڈر یہاں عید کے بعد ملیگا۔ لیکن چونکہ اس نے اپنی طرف سے نماز سے پہلے ادا کر دیا۔ اس لئے کوئی حرج نہیں ؎

صدقہ دینے والے کے متعلق رحمت کی دعا

صدقہ کے متعلق خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم۔ یعنی اے نبی تو مسلمانوں کے مالوں میں سے صدقہ وصول کر جن کے ذریعہ تو انہیں پاک کرے۔ اور تزکیہ بخشے اور ان کے لئے رحمت کی دعا کر۔

کہتے ہیں کہ زکوٰۃ کے متعلق ہے۔ مگر لفظ صدقہ زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر دونو پر حاوی ہے اسلئے صدقۃ الفطر وصول کرتے وقت دینے والے کیلئے رحمت کی دعا کرنی چاہیئے بخاری شریف میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابو اوفی نام ایک شخص صدقہ لایا۔ آپنے دعا کی۔ اللھم صل علی ال ابی اوفی۔ یعنی اے اللہ ابو اوفی کے اہل وعیال پر رحمت کر۔ پس ہماری جماعت کے سکرٹری صاحبان اور محصلوں کو چاہیئے کہ جب کسی احمدی سے زکوٰۃ یا صدقۃ الفطر وصول کریں۔ تو اسکے حق میں بھی دعا کریں۔ مثلاً عبداللہ نامی کوئی شخص ان کے پاس صدقہ لاوے۔ تو وصول کرتے وقت کہیں اللھم صل علی ال عبداللہ۔ یعنی اے اللہ تو عبداللہ کے

اہل وعیال پر رحمت کر۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ صدقہ تو عبداللہ نے دیا اور دعا بیوی بچوں کیلئے کیجاتی ہے۔ اس کا یہ جواب ہے۔ کہ اس دعا میں بیوی بچوں کا ذکر کر کے ایک نکتہ بیان کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انسان کی آمدنی کا اکثر حصہ خود انسان کی اپنی ذات پر خرچ نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ زیادہ حصہ بیوی بچوں اور رشتہ داروں پر خرچ ہوتا ہے۔ پس جس شخص نے صدقہ دیا دوسرے لفظوں میں اسنے بیوی بچوں کا حصہ کاٹ کر خدا کی راہ میں دیدیا۔ اور بیوی بچوں کو اس سے محروم کیا۔ پس اس لئے ضروری ہے۔ کہ اسکی بیوی بچوں کے لئے دعا کیجاوے۔ کہ الٰہی اسنے تیرے لئے اپنے بیوی بچوں کو اس غلہ یا اس نقدی سے محروم کیا۔ تو اسکے عوض اسکے بیوی بچوں کو اپنی رحمت سے مالا مال کر۔ دوسری بات اسمیں یہ ہے۔ کہ بہت سے لوگ صدقہ وغیرات کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور قومی چندوں میں شریک ہونے کا ارادہ کرتے ہیں۔ لیکن بیوی بچے سد راہ ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ زمیندار کہا کرتے ہیں۔ کہ جب تک غلہ کھلواڑے میں ہے۔ اسوقت تک ہم مالک ہیں جو چاہیں دیں۔ لیکن جب گھر میں آجاتا ہے۔ پھر عورتیں مالک ہو جاتی ہیں۔ پس کسی شخص کا صدقہ وخیرات کرنا عموماً ایک علامت ہے۔ کہ اسکے گھر والے اسے خدا کی راہ میں دینے سے روکتے نہیں۔ اور وہ بھی برضا ورغبت اسکے ساتھ اس صدقہ میں شریک ہیں اس لئے بیوی بچوں اور اہل وعیال کیلئے رحمت کی دعا مانگنی عین تقاضائے انصاف ہے۔

احمدیوں کو شریعت کی ظاہری باتوں میں بھی غیر احمدیوں سے کم نہیں رہنا چاہئے

میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوا کر استدعا کرتا ہوں کہ عید الفطر آنے والی ہے۔ کوئی احمدی بھی اس صدقہ کے دینے سے خالی نہ رہے۔ مسیح نے انجیل میں اپنے مریدوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ جب تک تم شریعت کی ظاہری باتوں میں بھی فقیہوں اور فریسیوں سے بڑھ نہ جاؤ۔ تب تک تم آسمانی بادشاہت میں داخل ہونیکے قابل نہیں۔ اسیطرح حق بھی ہے۔ کہ نماز وروزہ اور شریعت کے ظاہری ارکان میں ہم لوگ اگر غیر احمدیوں سے کم رہے تو سب کچھ ہیچ ہے۔ اس لئے اس دفعہ ایسی کوشش کیجاوے۔ کہ کوئی احمدی بھی ایسا نہ ہو جسکی طرف سے صدقۃ الفطر ادا نہ ہو گیا ہو؛

ہر انجمن کے سکرٹری کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ ہر احمدی کی طرف سے خواہ وہ دودھ پیتا بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ صدقۃ الفطر وصول کرے۔ اور عید سے کئی روز پیشتر بہتر ہے کہ وصول کیا جاوے۔ اور فوراً اس رقم کو وصول کر کے بذریعہ منی آرڈر یا بیمہ معہ تفصیل ارسال فرمائی جاوے؛

نقشہ

نمبر	احمدی	تعداد اُن لوگوں کی جن کا یہ متکفل ہے	مقدار صدقۃ الفطر اگر نقدی دینا چاہتا ہے	مقدار صدقۃ الفطر اگر غلہ دینا چاہتا ہے	عید فنڈ	کیفیت
۱	عبداللہ	۵	عہ	۵ صاع	عہ ر	یہ شخص ۵ صاع دینا چاہتا ہے
۲	نور محمد	۷	لعہ ر	۲½ صاع یعنی ۱۰ سیر گندم	عہ ر	” ” چاہتا ہو کر نصف صاع
۳	نادر بخش	۸	لعہ ر	۸ صاع	عہ ر	” ” ایک صاع دینا چاہتا ہے

عید الفطر

یہ باتیں عید والے دن مسنون ہیں۔ (۱) اپنی آرائش (۲) غسل (۳) مسواک (۴) عمدہ کپڑا دہ (۵) خوشبو (۶) سویرے اٹھنا (۷) عید گاہ میں جلد جانا (۸) کچھ کھا کر جانا (۹) نماز کا پڑھنا (۱۰) ایک راہ سے جاویں۔ دوسری راہ سے آویں (۱۱) تکبیر کہتے آنا جانا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد یا کلمہ شہادت۔ (۱۲) مستورات کا بھی عید گاہ میں جانا امر مسنون ہے۔

طریق نماز

بغیر اذان واقامت کے سب سے پہلے نماز پڑھی جاوے۔ تکبیر تحریمہ کہکر ہاتھ باندھ لیں۔ ثناء پڑھکر پھر سات تکبیریں کہی جائیں اللہ اکبر کے ساتھ ہاتھ کانوں تک کھلے چھوڑے جاویں۔ ساتویں تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں۔ دوسری رکعت میں بھی قبل قرأت پانچ تکبیریں کہیں۔ ماسوائے اس تکبیر کے جو سجدہ سے اٹھتے کہی جاتی ہے۔ پانچویں تکبیر کے ساتھ ہاتھ باندھ لیں۔ یہ امر بھی آثار سے ثابت ہے۔ کہ پہلی رکعت میں قبل قرأت تین تکبیر اور دوسری رکعت میں بعد قرأت تین تکبیریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سبح اسم۔ ہل اتٰک حدیث الغاشیہ۔ یا سورۃ قٓ و اقتربت الساعۃ پڑھتے تھے نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے۔ اور سب سنیں خطبہ جمعہ کی طرح بیٹھکر پھر نہیں اٹھتے۔ اور اسکے بعد دعا کو نکی تحریک سے حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے متفرق۔ عید کی نماز سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز نہیں۔ اور نماز عید کے بعد مصافحہ ومعانقہ امر مشروع اور سنت نہیں۔ اور عید کے دن عورتوں کا عید گاہ میں جانا امر مسنون ہے۔ اور بچے بھی عید والے دن جائیں۔ چھوٹی لڑکیوں کا دف سے پاک گیت گانا جائز ہے؛

قابل توجہ باتیں

(۱) یہ صدقہ ہر احمدی سے لیا جاوے

(۲) نہ دینے والا احمدی اور کوشش سے نہ وصول کرنیوالا سکرٹری دونو شریعت کی ذمہ واریوں کو سوچلیں؛

(۳) **صدقۃ الفطر فرض ہے نہ دینا گناہ ہے۔** اور عید فنڈ نفل ہے۔ دینے والا بڑے ثواب کا مستحق ہے۔ (۴) بہتر یہی ہے کہ مطابق نقشہ ہر سکرٹری ایک رجسٹر الگ بنا لے اور اسمیں اپنی جماعت کے نام درج کر لے۔ اور جب سب درج ہو جاویں تو پھر وصول کرنا شروع کرے (۵) جو شخص عید سے کئی روز پیشتر صدقہ دے تو بہتر ہے (۶) ہر صدقہ وصول کرنیوالا دینیوالے کیلئے مطابق حدیث جلد دعا کرے (۷) سارا چندہ محاسب یا ناظر بیت المال صاحب کے نام قادیان آنا چاہئے۔ (۸) علاوہ صدقۃ الفطر کے جو کہ ہر احمدی سے وصول کیا جاوے۔ عید فنڈ بھی کوشش کر کے وصول کیا جاوے۔ اور ترغیب وتحریص دیجاوے (۹) رسول کریم نے فرمایا الصَّدَقَۃُ تُطْفِیْ غَضَبَ الرَّبِّ یعنی صدقہ خدا کے بھڑکے ہوئے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے (۱۰) حضرت خلیفۃ المسیح اول علیہما السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ساری عمر میں ایک شخص کو بھی خدا کی راہ میں دینے کی وجہ سے تنگی میں نہیں دیکھا؛

والسلام

نیازمند۔ عبد المغنی ناظر بیت المال ومحاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان؛

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر